رجسٹرڈ ایل

إنَّ اللهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إنہ آوی القریۃ

الحکم

دارالامان حضرت قادیان

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

منارۃ المسیح الموعود علیہ السلام

جلد ۶ — ۷ رجب ۱۳۲۰ سنہ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء سنہ روز مبارک جمعہ

ایک عمدہ موقع

سردار شیخ فضل حق صاحب رئیس دھرم کوٹ بگہ کے نام سے ہمارے ناظرین عموماً واقف ہیں سردار صاحب ایک مشہور خاندان کے رئیس ہیں مسلمان ہونیکی وجہ سے ان کے رشتہ داروں کے (جو سکھ ہیں) تعلقات قطع ہو چکے ہیں اب وہ کسی شریف خاندان میں شادی کرنا چاہتے ہیں سردار صاحب کے خاندانی حالات معلوم کرنے کے لیے اس شجرہ اور حالات کو دیکھنا کافی ہوگا جو انھوں نے اپنے رسالہ فضل حق کے آخر میں دیا ہے۔ سردار صاحب ایک وجیہ اور خوبصورت نیک مزاج خوش خلق دیندار متقی اور نوجوان ہیں اور پوری صحت رکھتے ہیں جنھوں نے اسلام کی خاطر اپنے بہت سے دنیوی مفاد حتی کہ پیاری بیوی کو بھی جو انھیں بہت ہی عزیز تھی قربان کر دیا۔ جو صاحب اس قسم کا تعلق سردار صاحب موصوف سے کرنا چاہیں وہ انسے براہ راست یا مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سے بمقام قادیان خط و کتابت کریں۔ لڑکی سیرۃ و صورت اور حسن و جمال اور تربیت میں عمدہ اور پسندیدہ ہونی چاہیے۔

مکرر یہ کہ سردار صاحب کے خاندانی حالات تاریخ رئیسان پنجاب میں سر لیپل گرفن صاحب نے مفصل لکھے ہیں سردار صاحب سوقت اپنی ذاتی آمدنی بلا شرکت غیرے تین سو روپے ماہوار سے زیادہ رکھتے ہیں اور ہر طرح سے ذاتی قابلیت اور علمی لیاقت کی وجہ سے مشہور و معروف ہیں چنانچہ آپ کے رسالہ فضل حق سے عام شہرت ہے اور مفصل حالات خط و کتابت سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ والسلام

بقیہ مضمون کشتی نوح

تقویۃ الایمان

یہ بھی یاد رہے کہ سورہ فاتحہ کے عظیم الشان مقاصد میں سے یہ دعا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اور جسطرح انجیل کی دعا میں روٹی مانگی گئی ہے اس دعا میں خداتعالی سے وہ تمام نعمتیں مانگی گئی ہیں جو پہلے رسولوں اور نبیوں کو دی گئی تھیں یہ مقابلہ بھی قابل نظارہ ہے اور جسطرح حضرت مسیح کی دعا قبول ہو کر عیسائیوں کو روٹی کا سامان

امام الزمان کی ڈائری

صبح کی سیر

۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول حلقہ خدام میں سیر کو نکلے۔ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے ایک مختصر سا اثر دوشن اپنی جدید تصنیف کا جو رسا میں پیر شاہ گولڑی کے متعلق آپ لکھ رہے ہیں، سنانا شروع کیا جس میں سائیں جی کے سرقہ مضمون کشف اعجاز المسیح محمد حسن بھیں پر ایک لطیف ریویو کیا ہے۔ اور اعجاز المسیح کا جواب باوجود سرقہ مضامین کے اردو زبان میں لکھ کر سیف چشتیائی لکھنے سے سائیں جی کی قلعی کھولی ہے کہ اس سے وہ الزام بھی سائیں جی پر قائم ہوگیا کہ عربی تفسیر نویسی کی دعوت میں وہ عاجز لا جواب ہوگیا تھا اور اسے کوئی قوۃ اور قابلیت نہیں جو حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں آتا ورنہ کیا وجہ ہے کہ اعجاز المسیح کا جواب اردو میں لکھا حالانکہ خانہ نشین ہو کر لکھا ہے بہر حال یہ لطیف اور صحیح دیباچہ سنایا گیا۔

واذا العشار عطلت شہر سے باہر نہ کو ہی بیٹوں کی ایک قطار کھڑی تھی آپ نے انکو دیکھکر فرمایا کہ یہ بعینہ ریل گاڑی کیطرح ایک سلسلہ ہے اور کوئی جانور نہیں جسکو آگے پیچھے اس طرح سے باندھیں گاڑیاں بھی اسی طرح باندھی جاتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسقدر فرمایا تھا خاکسار ایڈیٹر اسکو وسیع کرنا چاہتا ہے اور اگر بات کا سلسلہ اور چلا دیا جاتا تو اُمید تھی کہ اس نقطہ پر بات آجاتی کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اذا العشار عطلت کی پیشگوئی پوری ہوگئی ہے خصوصاً یہ نظارہ عرب میں اور بھی زیادہ حیرت انگیز اور مسرت بخش ہوگا جبکہ ان جنگلوں اور ریگستانوں میں جہاں یہ جہاز بیابان چلا کرتا تھا اب انجگہ ریل گاڑی چلتی نظر آئیگی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوتی دکھائی دیگی۔

دو دھاری تلوار گولڑوی کی کتاب سیف چشتیائی کے متعلق فرمایا کہ اس نے دُہرا کام کیا **فیضی** کی موت کا ہماری پیشگوئی کے موافق ہونا اس سے ثابت ہوگیا اور **گولڑی** کی پردہ دری ہوگئی۔ اگر فیضی زندہ ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ صلاح کرتا یا اس ارادہ سے ہی باز آجاتا مگر موت نے پیشگوئی کے موافق اُسے آلیا۔ اور گولڑی اسکی کچی ہانڈی کھانے بیٹھ گیا اور نہ خیال کیا کہ اسکی ہر بات کی خود بھی تو تحقیق کرے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اپنی پردہ دری کرالی اور محمد حسن کی بھی۔

مسیح بن باپ تھا حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے انبالہ سے آئے ہوئے ایک خط کا تذکرہ کیا کہ کشتی نوح کے اس حصہ کو پڑھ کر جو الحکم میں شائع ہوا ہے انبالہ سے ایک مخلص دوست لکھتے ہیں کہ مسیح کے بھائی بہنوں کا جو حضرت اقدس نے ذکر کیا ہے اس سے شبہ ہوتا ہے کہ یوسف گویا مسیح کا باپ بھی تھا؟ فرمایا ہم مسیح کو بن باپ پیدا ہوا ہوا مانتے ہیں اور ہماری کتابیں رسالوں اور اخبار کے بہت سی تحریروں میں لکھا جا چکا ہے۔ اور ہم اس بات کو کیا کریں کہ یہ تاریخی غلطی مسلمانوں میں پیدا ہوئی ہے جو صحیح تاریخ سے ثابت ہے کہ مریم کا یوسف کے ساتھ نکاح ہوگیا تھا۔ اور پھر اس سے اولاد بھی ہوئی تھی ہمنے تو۔۔ اس اولاد کا ذکر کیا ہے اور اسی قسم کی غلطی واقعہ صلیب کے متعلق ہے۔ مسیح کو صلیب دیے جانے کے دردناک قصے موجود ہیں اور ان علماء کے نزدیک وہ چھت پھاڑ کر اُڑ گئے۔ اب ہمیں کس کا قصور رہے یہ تو انکو بالکل خدا بنانا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ بشریت ان کے پاس نہ آجاوے۔

اور ایسا ہی حضرت مریم کو ساری عمر بتول ٹھیرانا کہ انھوں نے نکاح نہیں کیا بڑی غلطی ہے ان تاریخی امور سے ہم انکار نہیں کرسکتے۔ مسیح کی نسبت ہمارا یہی مذہب ہے کہ وہ بن باپ پیدا ہوئے۔

والتی احصنت فرجہا مولوی مبارک علی صاحب نے عرض کیا کہ حضور اس امر کی تائید میں کہ مریم علیہا السلام نے ساری عمر نکاح نہیں کیا یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قرآن میں آیا ہے والتی احصنت فرجہا فرمایا محصنات تو قرآن شریف میں خود نکاح والی عورتوں پر بولا گیا ہے وَالمحصنات من النساء اور التی احصنت فرجہا کے معنے تو یہ ہیں کہ اس نے زنا سے اپنے آپکو محفوظ رکھا یہ کہاں سے نکلا کہ اس نے ساری عمر نکاح ہی نہیں کیا۔

مسیح آیۃ اللہ تھا مسیح کے آیۃ اللہ ہونے میں کوئی خصوصیت نہیں ہے جو خدا تعالے کیطرف سے آتا ہے وہ آیۃ اللہ ہی ہوتا ہے براہین احمدیہ میں مجھے مخاطب کرکے فرمایا گیا ہے

لنجعلک اٰیۃ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آیت تھے ۔ مسیح کی کوئی خصوصیت اسمیں نہیں عزیر بھی آیت اللہ تھے ۔

ان مخالفوں کی طرف سے ہمارا حصہ

ہمارے حصہ میں تو گالیاں ہی آتی ہیں اب جو رسالہ کشتی نوح کو پڑھ کر بھی بہت سی باتیں بنائیں گے اور گالیاں دیں گے کوئی فریبی اور مکار کہے گا کوئی کچھ۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے

ابن مریم پر اس سے بڑھ کر غلام احمد کی فضیلت کے دعوی کو یہ لوگ بڑی بُری نگاہ سے دیکھتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کی صریح وحی نے مجھے معلوم کرایا گیا ہے کہ محمدی سلسلہ کا خاتم الخلفاء موسوی سلسلہ کے خاتم الخلفاء سے بڑھ کر ہے اور غور کر کے دیکھ لو کہ ہر ایک بات اس سلسلہ کی موسوی سلسلہ سے بڑھی ہوئی ہے موسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے لیے آئے تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کل دنیا کے لیے مبعوث ہوئے ۔ اور فرمایا گیا وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ پھر آپ کی تائیدات موسیٰ علیہ السلام کی تائیدات سے بہت بڑھ کر آپ کے اعجازی نشان بڑھ کر ۔ آپ کو جو کتاب دی گئی وہ موسیٰ کی کتاب سے بڑھ کر ہمیشہ کے لیے ۔ غرض کل سامان بڑھ کر ۔ کامیابیاں بڑھ کر پھر کیا وجہ ہے کہ اس سلسلہ کا خاتم الخلفاء موسوی سلسلہ کے خاتم الخلفاء سے بڑھ کر نہ ہو ؟ ہم ایسے نبی کے وارث ہیں جو رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ اور کافۃ للناس کے لیے رسول ہو کر آیا جسکی کتاب کا خدا محافظ اور جس کے حقائق معارف سب سے بڑھ کر ہیں پھر ان معارف اور حقائق کو پانے والا کیوں کم ہے ؟ پھر وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ جو فرمایا گیا ہے ۔ یہ مسیح موعود کے زمانہ کے ہے اور اس کے مِنْهُمْ کے وہی معنی ہیں جو اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ میں مِنْكُمْ سے مراد ہیں صاف پایا جاتا ہے کہ وہ گروہ بھی صحابہ ہی کا گروہ ہے ۔ حضرت عیسیٰ کیلیے یہ کہاں ؟

اور پھر حضرت عیسیٰ اگر اسی شان سے آتے جس شان سے وہ پہلے آئے تو وہ وہ کام نہ کرسکتے جو مسیح موعود کے لیے اللہ تعالیٰ نے ٹھیرایا ہے انکا دائرہ بہت تنگ اور چھوٹا تھا اور مسیح موعود کا دائرہ بہت وسیع ہے ان سب امور پر جب نگاہ کی جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود (مسیح محمدی) ابن مریم (مسیح موسوی) سے بڑھا ہوا ہے اور خود عیسائیوں نے بھی مسیح کی آمد ثانی کو پہلی آمد کے مقابلہ میں بڑھ کر مانا ہے ۔

انگریزی سلطنت کی خوبیاں

خدا تعالےٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ انگریزی کی سلطنت میں ہمیں پیدا کیا ورنہ اگر اسلامی سلطنت ہوتی تو ان مولویوں ہی کے قابو میں ہوتی جو قتل کے فتوے اور کفر کے فتوے دیتے ہیں ۔ خدا تعالےٰ نے انگریزوں کو بھیجا جنھوں نے کل مذاہب کو آزادی دیدی ۔ اور ہمارے لیے ملک بھی چن کر مقرر کیا کل مذاہب کی کھچڑی جہاں موجود ہے ہم یہاں وہ کام کرسکتے ہیں جو مکہ مدینہ میں ہرگز نہ کرسکتے ۔

لوگ کہتے ہیں کہ ہم انگریزوں کی خوشامد کرتے ہیں بلکہ ہم هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ پر عمل کرتے ہیں خوشامدی وہ لوگ ہیں جو اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ مانتے اور سلطان روم کے لیے امیر المؤمنین ہونے کا فتوی دیتے اور پھر دل میں کچھ رکھتے اور زبان سے کچھ کہتے ہیں ہم جو کچھ کہتے ہیں اور کرتے ہیں وہ خدا تعالےٰ کے حکم کی بجا آوری کے لیے اور وہ محض خوشامد اور نفاق سے ۔ اسقدر بیان فرما کر پھر حضور تشریف لے گئے ۔

نماز ظہر اور عصر کے وقت کوئی بات قابل نوٹ نہیں حضور حجۃ اللہ علی الارض تشریف لائے اور بعد ادائے نماز تشریف لے گئے ۔

دربار شام

حسب معمول حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد ادائے نماز مغرب شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے ۔ خدام ایک دوسرے سے پہلے جگہ لینے کے لیے گرے پڑتے تھے آخر جب سب اپنی اپنی جگہ جہاں کسیکو ملی بیٹھ گئے تو حضرت حجۃ اللہ نے کشتی نوح کی اشاعت کے متعلق فرمایا کہ امید ہے جمعہ تک اشاعت ہو جائیگی۔

اور پھر انگریزی سلطنت کے متعلق فرمایا یہی گفتگو فرمائی جو جو صبح کی سیر میں فرمائی تھی ہاں اتنا اضافہ اور کیا کہ چونکہ مسیح ابن مریم کے ساتھ ہمیں مشابہت ہے ان کے لیے جو اللہ نے فرمایا ہے وَاٰوَيْنٰهُمَا اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ یعنی واقعہ صلیب کے بعد انکو ایک اونچے ٹیلہ پر جگہ دی جہاں آرام کی جگہ اور پانی کے چشمے تھے اصل یہ ہے کہ انجگہ یعنی واقعات مسیح ابن مریم میں تو صرف ظل تھا اور یہاں اصل ہے ہمکو ایسی جگہ پناہ دی جہاں یہودیوں کا بس نہیں چل سکتا یعنی سلطنت انگلشیہ کے ماتحت ۔ اب یہاں یہودی حملہ نہیں کرسکتے ۔ ہمارے لیے یہ پناہ کی جگہ ہے اور حقائق و معارف کے چشمے یہاں بہ رہے ہیں ۔

اتنے میں آسمان پر مغرب کیطرف سے ایک غبار سا اٹھا کبھی کبھی اس آندھی میں بجلی کی کوندنے کی چمک بھی نظر آتی تھی ۔ بعض احباب نے چاہا کہ پیچھے چلیں حضور نے فرمایا دیکھو جو امر آسمان پر ہوتا ہے اسمیں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے ۔

جناب میر صاحب نے عرض کی کہ حضور غور کر کے دیکھا جاوے تو پہلے زمانہ کی نسبت خدا کا فضل بہت زیادہ ہے ۔ فرمایا وہ تو

اس آخری زمانہ کا نمونہ تھا اور بطور ارہاص تھا۔ صوفیوں نے لکھا ہے کہ قرآن کریم عصا و موسی کا قائمقام تھا جو مذاہب مخالفہ کو کھا جانیوالا ہے۔ اور حقیقت بھی یونہی ہے قرآن شریف کے مقابل پر کوئی کتاب نظر نہیں آتی۔

مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے اپنی ایک رویا سنائی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سیالکوٹ کے بازار میں ایک آریہ بڑے کلے ٹھلے والا وعظ کرتا ہے اور اسبات پر زور دیتا ہے کہ ویدکی دعاؤں کیطرف توجہ کرو مجھے یہ سنکر جوش اور غیرت آئی اور میں نے کہا کہ بے شک وید میں دعائیں تو ہیں مگر انکی قبولیت اور مستجاب الدعوہ لوگوں کی علامت کا کوئی نشان بتاؤ۔ وید میں کہاں ہے۔ اسپر وہ بہت ہی چھوٹا سا ہوگیا۔" یہ خواب مبارک اور آریہ پر فتح کی دلیل ہے۔

فرمایا حقیقت میں خدا سے بے نصیب جانا بھی بڑا بھاری دوزخ ہے کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

حکایتے ست کہ از روزگار ہجراں است

اصل یہ ہے کہ جب انسان دنیا کو مقدم کرلیتا ہے خواہ جان و مال کے لیے یا دولت و ملوک کے لیے پھر اسکو دین کیطرف آنا مشکل ہو جاتا ہے لیکن جن لوگوں نے دین کو طلب کیا ہے وہ اس مقام پر اسوقت تک نہیں پہونچے جب تک انھوں نے اللہ تعالیٰ کو مقدم نہیں کرلیا اور منقطعین اور متبتلین میں داخل نہیں ہوگئے

شعر

سخن نیست کہ ما بے تو نخواہیم حیات

بشنو اے پیک سخن گیر و سخن باز رسان

قرآن شریف نے جو کہا ہے اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دعا کا جواب ملتا ہے یسوع میں کی دعائیں بے ثمر ہیں انکا کوئی جواب نہیں ملتا ہے۔ بلکہ ساری ہی دعائیں الٹی ہی پڑتی رہی ہیں۔

مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کی کہ آج میں تعبیر الرویا پڑھ رہا تھا ایک مقام پر مجھے بہت ہی لطف آیا لکھا ہے کہ اگر کوئی حضرت عیسیٰ کو خواب میں دیکھے تو وہ دلالت کرتا ہے کہ نقل مکان کرے گا (ایڈیٹر علم تعبیر الرویا کی رو سے یہ کیسا عجیب استدلال ہے اس امر پر کہ مسیح اپنے ملک سے کشمیر میں ضرور آئے خصوصاً ایسی حالت میں کہ قرآن اور حدیث انکی مؤید ہوں۔)

مفتی محمد صادق صاحب آجکل ایک کتاب سُنا رہے ہیں جو داستان مسیح کہنی چاہیے اس میں واقعات صلیب کو نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے اور ان اسرار کا اس سے پتہ لگتا ہے جو مسیح کے صلیب پر سے زندہ اُتار لیے جانے کے مؤید ہیں مفتی صاحب نے عرض کی کہ حضور میں اسکو دیکھ رہا تھا ایک مقام پر لکھا ہے کہ جب مسیح کو صلیب پر چڑھانے کا حکم ہو چکا اور پیلاطوس اور اُس کی بیوی کے چھوڑ دینے کی تدابیر میں کامیابی نہ ہوئی۔ تو پیلاطوس کی بیوی نے کہا کہ ہمیں عملی تدابیر میں لگ جانا چاہیے اور اس کے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے" اس کے بعد آندھی کا زور بڑھ گیا اور بارش کا اندیشہ ہوا اس لیے نماز عشا ادا کرلی گئی۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔

۲ - اکتوبر ۱۹۰۲ء

آج حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود سلمہ تعالیٰ کی بارات رُڑکی کو قادیان سے علی الصباح روانہ ہوئی اس بارات میں حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب اور جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب اور جناب سید السادات میر ناصر نواب صاحب اور آپ کے صاحبزادہ میر محمد اسمٰعیل صاحب اور ڈاکٹر نور محمد صاحب اور صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی اور مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر ۔۔۔ مسنون طریق پر جناب میر ناصر صاحب کو امیر قافلہ بنایا گیا۔ اسی روز عشا کی نماز رُڑکی میں ادا کی گئی جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب جنکے ہاں بارات جانی تھی اسٹیشن ریلوے رُڑکی پر معہ اپنے دوستوں کے استقبال کے لیے تشریف لائے اور تمام لوازمات تواضع جو ہونے چاہیے تھے نہایت خندہ پیشانی اور شرح صدر سے ادا کیے۔

سیر حضرت اقدس حسب معمول وقت مقررہ پر سیر کو نکلے۔ ابتدائے گفتگو میں فرمایا ہزارہا بدبخت لوگوں سے قبریں بھری پڑی ہیں ہزاروں نامراد بادشاہ ہمیں ہیں ہزاروں ہی بے نصیب ان میں پڑے ہیں۔ انسان اگر اپنے ہی خاندان کی موت پر قیاس کرکے تو عبرت حاصل کرسکتا ہے عمر کا سلسلہ اپنے خاندان سے معلوم کرسکتا ہے۔ بعض خاندان ایسے ہوتے ہیں کہ انکی عمریں پچاس تک پہنچتی ہیں ناگپور اور ممالک متوسط کیطرف عمریں بہت ہی چھوٹی ہوتی ہیں اسطرف بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض خاندانوں کی عمریں چھوٹی ہوتی ہیں۔ اصل یہ ہے کہ یہ بھید کسیکو معلوم نہیں ہوا۔ انگریز محقق ناحق ٹکریں مارتے پھرتے ہیں کہ زمینداروں کی عمریں زیادہ ہوتی ہیں یا دماغی محنت کرنے والوں کی۔ یہ صرف خیالی باتیں ہیں۔

انسان اور حیوانات کی عمریں۔ انسان کی عمر بہت چھوٹی ہوتی ہے بعض حیوانات کی عمریں بہت بڑی ہوتی ہیں مثلاً کچھوہ کی عمر پانچ ہزار برس تک ہوتی ہے اس لیے اسکو عربی میں غیلم کہتے ہیں کیونکہ یہ گویا ہمیشہ ہی جوان رہتا ہے سانپ کی عمر بھی بڑی ہوتی ہے ہزار ہزار برس تک

جس کام کو کہے کہ کر دوں گا ہی ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

خدا تعالیٰ جس کام کو کرنا چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے چاروں طرف سے ایسے اسباب جمع ہوتے ہیں اور ایسا زور اور دباؤ پڑتا ہے کہ آخر وہ کام ہو ہی جاتا ہے بڑے بڑے راجے مہاراجے جو بعض ہوتے مسلمان ہوئے خدا تعالیٰ کی مرضی اسیطرح

تھی چاروں طرف سے ایسا زور آکر پڑا کہ بجز اسلام کے چارہ نہ رہا۔

اختلاف اور اتحاد مذہب ایک ایسی چیز ہے کہ مختلف مذہب کے لوگ ایک جا جمع نہیں ہو سکتے سنت اللہ کا نہ سمجھنا بھی ایک زہر ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے قرآن شریف میں لکھا ہے کہ بعض وقت بلا کو ہم ٹلا دیتے ہیں تو انسان بے باک ہو کر کہتا ہے کہ بلا ٹل گئی۔ اور پھر شوخیاں کرنے لگتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر اللہ تعالے پکڑتا ہے اور سخت پکڑتا ہے اور ہلاک کر دیتا ہے پس اگر طاعون کم ہو جاوے تو اس سے دلیر نہیں ہونا چاہیے خدا تعالی کی مہلت سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

مسیح موعود کے وقت میں وبا کا پھیلنا عیسائیوں اور مسلمانوں کے نزدیک تو مسلم ہی ہے ہندو بھی مانتے ہیں کہ آخری دنوں میں ایک وبا ہوگی اور اسوقت آنے والے کا نام رودر گوپال ہوگا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام فرقوں میں جیسے آخری دنوں میں ایک موعود کے آنے کا عقیدہ مشترک ہے ویسے ہی یہ بھی مانا گیا ہے کہ اسوقت وبا پڑے گی +

پس دعاؤں سے کام لینا چاہیے اور خدا تعالے کے حضور استغفار کرنا چاہیے۔ کیونکہ خدا تعالے غنی بے نیاز ہے اسپر کسی کی حکومت نہیں ہے ایک شخص اگر عاجزی اور فروتنی سے اس کے حضور نہیں آتا وہ اسکی کیا پرواہ کر سکتا ہے۔ دیکھو اگر ایک سائل کسی کے پاس آجاوے اور اپنا عجز اور غربت ظاہر کرے تو ضرور ہے کہ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ سلوک ہو۔ لیکن ایک شخص جو گھوڑے پر سوار ہو کر آوے اور سوال کرے اور یہ بھی کہے کہ اگر نہ دوگے تو ڈنڈا مار دیگا تو بجز اس کے کہ [illegible] سکو ڈنڈے پڑیں اور اس کے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔ خدا تعالے سے اڑ کر مانگنا اور اپنے ایمان کو مشروط کرنا بڑی بھاری غلطی اور ٹھوکر کا موجب ہے۔ دعاؤں میں استقلال اور صبر ایک الگ چیز ہے اور اڑ کر مانگنا اور بات ہے۔ یہ کہنا کہ میرا فلاں کام اگر نہ ہوا تو میں انکار کر دونگا یا یہ کہدونگا یہ بڑی نادانی اور شرک ہے اور آداب الدعا سے ناواقفیت ہے۔ ایسے لوگ دعا کی فلاسفی سے ناواقف ہیں قرآن شریف میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ ہر ایک دعا تمھاری مرضی کے موافق میں قبول کرونگا۔ بیشک ہم مانتے ہیں کہ قرآن شریف میں لکھا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ لیکن ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ اسی قرآن شریف میں یہ بھی لکھا ہوا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ الآیہ۔

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ میں اگر تمھاری مانتا ہے تو لَنَبْلُوَنَّكُمْ میں اپنی منوانی چاہتا ہے۔ یہ خدا تعالے کا احسان اور اسکا کرم ہے کہ وہ اپنے بندہ کی بھی مان لیتا ہے ورنہ اسکی الوہیت اور ربوبیت کی شان کے یہ ہرگز خلاف نہیں کہ اپنی ہی منوائے۔

ولنبلونکم بشیء من الخوف جو فرمایا تو اس مقام پر وہ اپنی منوانا چاہتا ہے کبھی کسی قسم کا خوف آتا ہے اور کبھی بھوک آتی ہے اور کبھی مالوں میں کمی واقع ہوتی ہے تجارت میں خسارہ ہوتا ہے اور کبھی ثمرات میں کمی ہوتی ہے اولاد ضائع ہوتی ہے اور ثمرات برباد ہو جاتے ہیں اور نتائج نقصان دہ ہوتے ہیں ایسی صورتوں میں خدا تعالی کی آزمایش ہوتی ہے اسوقت خدا اپنی شان حکومت دکھانا چاہتا ہے اور اپنی منوانا چاہتا ہے اسوقت صادق اور مومن کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ نہایت اخلاص اور انشراح صدر کے ساتھ خدا کی رضا کو مقدم کر لیتا ہے اور اسپر خوش ہو جاتا ہے کوئی شکوہ اور بدظنی نہیں کرتا۔ اسلیے خدا تعالے فرماتا ہے وبشر الصابرین پس صبر کرنے والوں کو بشارت تو دی یہ نہیں فرمایا کہ دعا کرنے والوں کو بشارت دو بلکہ صبر کرنے والوں کو۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ انسان اگر بظاہر اپنی دعاؤں میں ناکامی دیکھے تو گھبرا نہ جاوے بلکہ صبر اور استقلال سے خدا تعالے کی رضا کو مقدم کرے۔ اہل اللہ کو نظر آجاتا ہے کہ یہ کام ہونہار ہے پس جب وہ یہ دیکھتے ہیں تو دعا کرتے ہیں ورنہ قضا و قدر پر راضی رہتے ہیں اہل اللہ کے دو ہی کام ہوتے ہیں جب کسی بلا کے آثار دیکھتے ہیں تو دعا کرتے ہیں لیکن جب دیکھتے ہیں کہ قضا و قدر اسی طرح ہے تو صبر کرتے ہیں۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچوں کی وفات پر صبر کیا جنمیں سے ایک بچہ ابراہیم بھی تھا۔

جب کہ خدا تعالی نے یہ دو تقسیمیں رکھدی ہیں اور یہ اسکی سنت ٹھہر چکی ہے اور یہ بھی اسنے فرمایا ہے لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا پھر کسقدر غلطی ہے جو انسان اس کے خلاف چلے۔ میں نے بارہا بتایا ہے کہ انسان کے ساتھ خدا نے دوستانہ معاملہ رکھا ہے کبھی ایک دوست دوسرے کی مان لیتا ہے اور کبھی اپنی منواتا ہے اور دعا بندہ اور خدا میں مہاجی کی طرح ہے۔ اگر انسان یہ سمجھے کہ خدا تعالے کمزور رعایا کی طرح ہر بات مان لے تو یہ نقص ہے ماں بھی بچہ کی ہر بات نہیں مان سکتی۔ کبھی بچہ آگ کی انگاریاں مانگتا ہے تو وہ کب دیتی ہے یا مثلاً آنکھیں دکھتی ہوں تو نیلے رنگ یا اور کوئی دوا ڈالنی ہی پڑتی ہے اسیطرح جب بندہ چونکہ تکمیل کا محتاج ہے اسے آزاروں کی ضرورت ہے تا کہ وہ صدق و وفا اور ثبات قدم میں کامل ثابت ہو۔

پھر دعا کرانے والے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ صابر ہو جلد باز نہ ہو جو ذرا سی بات پر دجال کہنے کو طیار ہے پس وہ کیا فائدہ اٹھائے گا + اسے تو چاہیے کہ صبر کے ساتھ انتظار کرے اور حسن ظن سے کام لے۔ جبکہ خدا تعالی نے لَنَبْلُوَنَّكُمْ فرمایا ہے تو صبر کرنے والوں کے لیے بشارت

تحریر سے معلوم ہوا کہ دو قرآن کتابوں کے لیے وہی چھپ رہے ہیں۔

دی اور اُولٰئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰاتٌ بھی فرمایا۔ میرے نزدیک اس کے یہی معنی ہیں کہ قبولیت دعا کی ایک راہ نکالدیتا ہے حکام کی بھی یہی حال ہے کہ جبپر ناراض ہوتے ہیں اگر وہ صبر کے ساتھ برداشت کرتا اور شکوہ اور بدظنی نہیں کرتا تو اُسے ترقی دیدیتے ہیں قرآن شریف سے صاف پایا جاتا ہے کہ ایمان کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ ابتلا آویں۔ جیسے فرمایا اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ یعنی کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف آمنا کہنے سے چھوڑے جاویں اور وہ فتنوں میں نہ پڑیں۔

انبیا علیہم السلام کو دیکھو اوائل میں کسقدر دکھ ملتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کیطرف دیکھو کہ آپ کو مکی زندگی میں کسقدر دکھ اُٹھانے پڑے طائف میں جب آپ گئے تو اسقدر آپکے پتھر مارے کہ خون جاری ہو گیا تب آپ نے فرمایا کہ کیسا وقت ہے میں کلام کرتا ہوں اور لوگ منہ پھیر لیتے ہیں اور پھر کہا کہ اے میرے رب میں اس دکھ پر صبر کرونگا جبتک کہ تو راضی ہو جاوے۔

اولیا اور اہل اللہ کا یہی مسلک اور عقیدہ ہوتا ہے۔ سید عبد القادر جیلانی لکھتے ہیں کہ عشق کا خاصہ ہے کہ مصائب آتے ہیں اُنھوں نے لکھا ہے۔ ؎

عشقا ! ببرا ! تو سرگردان خودی
باشیر دلاں چہ رستمی ہا کردی
اکنوں کہ بجارہ ئے بزرد آوردی
ہر حیلہ کہ داری بکنی نامردی

مصائب اور تکالیف پر اگر صبر کیا جاوے اور خدا تعالےٰ کی قضا کے ساتھ رضا ظاہر کی جاوے تو وہ مشکلکشائی کا مقدمہ ہوتی ہیں ؎

ہر بلا کیں قوم را او دادہ است
زیر آں یک گنج ہا بنہادہ است

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی تکلیف کا نتیجہ تھا کہ مکہ فتح ہو گیا۔ دعا میں خدا تعالےٰ کے ساتھ شرط باندھنا بڑی غلطی اور نادانی ہے جن مقدس لوگوں نے خدا کے فضل اور معرفت کو حاصل کیا انھوں نے اسطرح حاصل کیا کہ خدا کی راہ میں مر مر کر فنا ہو گئے خدا تعالےٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو دین کے بعد گمراہ ہو جاتے۔ والے ہوتے ہیں وہ اپنے نفس پر خود گواہی دیتے ہیں جبکہ لوگوں سے شکوہ کرتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوئی +

ہم لوگوں کی شامت اعمال کو روک نہیں سکتے وہ لوگ نامراد رہینگے جو ولی اور مامور کا یہ معیار ٹہراتی ہیں کہ اُس کی ہر دعا اسی طرح قبول ہو جاوے گی جسطرح وہ چاہتے ہیں اور جو ولی یا مامور ہونے کا مدعی ایسا ہو کرے وہ بھی کذاب ہے حضرت یعقوبؑ چالیس برس تک دعا کرتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ آپ کی مکی زندگی میں مصائب بڑھتے رہے کیا آپ دعا نہ کرتے ہونگے؟ جو لوگ آسمانی علوم سے ناواقف ہیں وہ ان اسرار کو نہیں سمجھ سکتے۔ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور وہ اندھا ہو گیا اُسنے کہا کہ اسلام میرے لیے مبارک نہیں اسلیے مرتد ہو گیا۔ ایسے لوگ محروم رہ جاتے ہیں میںنے ایک جگہ دیکھا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ فتوحات کے لیے دعا کرتے تھے ایک رات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ تیرے لیے شہادت مقدر ہے اگر تو صبر نہ کرے گا تو اخیار ابرار کے دفتر سے تیرا نام کٹ جاوے گا۔

نماز ظہر ہی سے شروع ہوتی ہے جو زوال کا وقت ہے یہانتک کہ غروب تک بالکل تاریکی میں جا پڑتا ہے اور رات میں دعا کرتا ہے یہانتک کہ صبح میں سے جا حصہ لیتا ہے نماز کی تقسیم بھی بتاتی ہے کہ خدا نے اس تقسیم میں ایک صبح اور باقی چار ایسی رکھی ہیں جو تاریکی سے حصہ رکھتی ہیں ورنہ ممکن تھا کہ اقبال تک ختم ہو جاتیں۔

ایسا ہی سورہ فاتحہ میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۔ ایسے لفظ رکھے ہیں جو اس منشا کو ظاہر کرتے ہیں اِیَّاکَ نَعْبُدُ سے صاف پایا جاتا ہے کہ کچھ نہیں چاہتے تیری عبادت کرتے ہیں اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ سے دعا کرتے ہیں گویا اِیَّاکَ نَعْبُدُ اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں ادعونی استجب لکم اور لنبلونکم کو ملایا ہے نَعْبُدُ تو یہی ہے کہ بھلائی برائی کا خیال نہ رہے سب اُمید واماتی ہو اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں دعا کی تعلیم ہے۔

ظہر خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے کا ذکر ہوا۔ فرمایا اُسنے اپنے خط میں بڑی صفائی سے لکھا تھا کہ میں آپ کے دعوی کا مصدق ہوں اور میںنے کبھی ساری عمر بدظنی نہیں کی یہ ایک ایسا کام تھا جو دوسرے گدی نشینوں سے نہیں ہوا۔ اور کسی نے خط کا جواب نہیں دیا اور کسیکو ایسی توفیق نہیں ملی + میرے خیال میں وہ نیکی جو اُنکی طبیعت میں سخاوت تھی اُسیکا یہ ثمرہ تھا کہ اس تصدیق کی یہ توفیق ملی۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص مسلمان ہوا۔ وہ اسلام لانے سے پہلے بڑا سخی تھا اُس نے عرض کی یا رسول اللہ میںنے اسلام سے پہلے جو سخاوت کی ہے اُسکا بھی کوئی اجر ملے گا۔ فرمایا کہ وہی روپیہ تو تجھے اسلام میں کھینچ لایا ہے۔

عصر حافظ محمد یوسف ضلعدار کی بابت کہ وہ کیوں پھر اُبال آیا تحفہ گولڑویہ کی اشاعت پر اُس نے اشتہار دیا ہے کہ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا پر جو اس سے مطالبہ کیا گیا کہ کوئی ایسا مفتری پیش کرو جس نے افترا کیا ہو اور اپنے ان مفتریات کو شائع کیا ہو اور پھر اُسنے ۲۳ برس کی مہلت پائی ہو تو پانچسو روپیہ انعام دیا جاویگا۔ حسطرح قطع الوتین ایک لغو سا اشتہار کسی امرتسری عطار نے دیا تھا۔ حافظ صاحب نے اپنے اشتہار میں اسی کا حوالہ دیکر اس بوجہ کو گردن سے اُتارا اور ندوہ کے جلسہ میں حضرت کو بلایا ہے حضرت حجۃ اللہ نے تجویز فرمایا کہ اس کے متعلق ایک مختصر اشتہار ندوہ کو مخاطب کر کے لکھا جاوے چونکہ وہ اشتہار الگ طبع ہونا ہے جو کسی وقت

الحکم میں شائع ہو جاوے گا انشاء اللہ العزیز اس لیے ضرورت نہیں کہ اس مضمون کا اعادہ یہاں اپنے لفظوں میں کیا جاوے۔

دربار شام

آج شیخ عبد الرشید صاحب زمیندار و تاجر میرٹھ جو آج ہی آئے تھے حضرت اقدس سے نماز سے فارغ ہوتے ہی ملے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے انکو حضرت سے انٹروڈیوس کرایا۔ ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ کے متعلق ذکر آنے پر شیخ عبد الرشید صاحب نے عرض کی کہ میں نے تو ارادہ کیا تھا کہ بذریعہ عدالت اسکے سخت توہین آمیز مضامین پر نوٹس لوں۔ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا

ہمارے لیے خدا کی عدالت کافی ہے یہ گناہ میں داخل ہوگا اگر ہم خدا کی تجویز پر تقدم کریں اس لیے ضروری ہے کہ صبر اور برداشت سے کام لیں۔

اس کے بعد مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی نے اپنی پنجابی نظم سنائی جو بہت لطیف اور معنی خیز ہے خصوصاً عورتوں کے لیے ہم نے ارادہ کیا ہے کہ عورتوں کے افادہ کے لیے اسکو الگ چھاپ دیں۔

بعد نماز عشا آج کا دربار ختم ہوا۔

۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

آج جمعہ کا دن ہے۔ حضرت اقدس کا معمول ہے کہ جمعہ کو سیر کو تشریف نہیں لیجاتے بلکہ نماز جمعہ کی طیاری کے لیے مسنون طریق پر غسل۔ حجامت۔ تبدیلی لباس حنا وغیرہ امور میں مصروف رہتے ہیں اس لیے سیر کو تشریف نہیں لے گئے + جمعہ سے پیشتر ندوہ کے لیے ایک اشتہار لکھا جو کل ۲ اکتوبر کو عصر کے وقت تجویز کیا تھا اگرچہ اشتہار صرف ایک صفحہ کا تجویز کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلم اور کلام میں وہ قوت اور روانگی دی ہے کہ جو عجائبات رنگ سے رنگین ہے اس لیے بجائے ایک صفحہ کے کئی صفحے ہو گئے۔

جمعہ

جمعہ کی نماز کے لیے آپ ایک بجے سے کچھ منٹ پہلے تشریف لے گئے منشی حبیب الرحمن صاحب نمبردار حاجی پور بھی آپکے ساتھ تھے آپ سے پہلے ٹھیک ایک بجے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ خطبہ کیلیے کھڑے ہوے اور جو خطبہ آپ نے پڑھا۔ وہ انشاء اللہ تعالے کسی دوسرے [illegible] کی جگہ ہم درج کریں گے

بین المغرب والعشا

شیخ عبد الحق صاحب نو مسلم نے اپنے ایک جدید رسالہ کا کچھ حصہ سنایا اس غرض سے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اس رسالہ کا کوئی نام تجویز کر دیں یہ رسالہ شیخ صاحب نے ایک عیسائی کے ٹریکٹ سچا اسلام نام کے جواب میں لکھا ہے جس میں اسنے عیسائیت کو سچا اسلام قرار دیا ہے۔ حضرت اقدس نام تجویز کرنا چاہتے تھے کہ چند آدمیوں نے بیعت کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ بیعت کے بعد اسکا نام تجویز کرتا ہوں)۔ چنانچہ بیعت کے لیے وہ آدمی پیش ہوئے اور آپ نے اُن سے بیعت توبہ لی اور پھر اس رسالہ کا نام **اسلام نصاریٰ** یا **اسلام النصاریٰ** تجویز فرمایا اور یہ تقریر فرمائی۔

اسلام النصاریٰ

اس رسالہ کا نام اسلام النصاریٰ رکھو۔ اور اصل رسالہ سے پہلے ایک چھوٹا سا مقدمہ لکھو کہ سچا اسلام تو یہ ہے کہ قولاً اور فعلاً خدا تعالیٰ کو اپنی ساری طاقتیں سپرد کر دی جاویں اور اُس کے احکام کے آگے گردن رکھی جاوے کوئی اُسکا شریک نہ ٹھیرایا جاوے اور ہر قسم کی بد راہی کو دور رہیں مگر یہ لوگ تو اس خدا سے دور ہیں جو اسلام نے بتایا اور کل نبیوں نے جسکی تعلیم دی۔ یہودی تو ابھی مر نہیں گئے ہیں اُن سے پوچھو کہ وہ کس خدا کو مانتے ہیں وہ صاف کہتے ہیں کہ توریت نے اُس خدا کو بیان کیا ہے جو قرآن نے بتایا ہے وہ انجیل کے خدا کو کب مانتے ہیں جو مریم کا بیٹا ہے۔ جسکو عیسائیوں نے خدا بنایا ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس مقدمہ میں یہ بیان کیا جاوے کہ حقیقی اسلام کیا چیز ہے؟ عقل اور روشنی قلب کسکو تسلیم کرتی ہے کیا عیسائیت کو یا اسلام کو؟

پھر اسمیں عیسائی مذہب کی خرابیاں دکھاؤ۔ کہ انجیل نے کیا تعلیم دی ہے مثلاً طلاق ہی کا مسئلہ دیکھو کہ انجیل میں لکھا ہے کہ جو طلاق دیتا ہے وہ زنا کرتا اور کراتا ہے لیکن اب واقعات اور ضرورتوں نے انکو مجبور کیا ہے کہ اس مسئلہ کی اہمیت کو تسلیم کریں چنانچہ امریکہ میں قانون بنایا گیا۔ ایسا ہی شراب کا مسئلہ ہے جس کے بغیر عشاء ربانی کامل نہیں ہوتی۔ مگر اسکی خرابیاں دیکھو کیسی ہیں اور ولایت کا یہ حال ہے کہ وہاں سادہ پانی پینے والے پر ہنسی ہوتی ہے اور پینے کے قابل صرف شراب سمجھی جاتی ہے۔ اور پانی تو کپڑے ہی دھونے کے قابل قرار دیا گیا ہے۔

اسطرح پر انکی تعلیم پر ایک مختصر سی نظر کرو ان کے کھانے کے دانت اور ہیں اور دکھانے کے اور مگر افسوس یہ ہے کہ وہ دکھانے کے دانت بھی خراب ہیں جب دکھانے کے دانتوں کا یہ حال ہے تو کھانے کے تو اور بھی خراب ہونگے۔ کوئی چیز بھی عمدہ نہیں خدا بنایا تو ایسا اور اعتقاد تجویز کیے تو ایسے تعلیم دی تو ایسی کہ اگر ایک ہفتہ اس تعلیم پر عمل کریں تو لیے عند التیقن بند کر دیجائیں تو پتہ لگجاوے اس شخص نے سچا اسلام نام رکھکر درحقیقت اسلام کو گالی دی ہے کیونکہ اسنے اسلام کو جھوٹا قرار دیا ہے اسلیے ضروری ہے کہ کچھ قرآن کی قلعی کھولی جاوے۔ ریاضتی زندگی کو اسلام ٹھیرانے سے جو کچھ گند اس کتاب کے اندر ہے وہ اس نام ہی سے ظاہر ہے پس نصاریٰ کے اسلام کی حقیقت ضرور کھولنی چاہیے اسلام کا لفظ صرف قرآن نے ہی اختیار کیا ہے اور کسی نے یہ نام اختیار نہیں کیا۔

الحکم میں شائع ہو جاوے گا انشاء اللہ العزیز اس لیے ضرورت نہیں کہ اس مضمون کا اعادہ یہاں اپنے لفظوں میں کیا جاوے۔

دربار شام آج شیخ عبد الرشید صاحب زمیندار و تاجر میرٹھ جو آج ہی آئے تھے حضرت اقدس سے نماز سے فارغ ہوتے ہی ملے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے انکو حضرت سے انٹروڈیوس کرایا۔ ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ کے متعلق ذکر آنے پر شیخ عبد الرشید صاحب نے عرض کی کہ میں نے تو ارادہ کیا تھا کہ بذریعہ عدالت اسکے سخت توہین آمیز مضامین پر نوٹس لوں۔ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا

ہمارے لیے خدا کی عدالت کافی ہے یہ گناہ میں داخل ہوگا اگر ہم خدا کی تجویز پر تقدم کریں اس لیے ضروری ہے کہ صبر اور برداشت سے کام لیں۔

اس کے بعد مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی نے اپنی پنجابی نظم سنائی جو بہت لطیف اور معنی خیز ہے خصوصاً عورتوں کے لیے ہمنے ارادہ کیا ہے کہ عورتوں کے افادہ کے لیے اسکو الگ چھاپ دیں۔

بعد نماز عشا آج کا دربار ختم ہوا۔

۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

آج جمعہ کا دن ہے۔ حضرت اقدس کا معمول ہے کہ جمعہ کو سیر کو تشریف نہیں لیجاتے بلکہ نماز جمعہ کی طیاری کے لیے مسنون طریق پر غسل۔ حجامت تبدیلی لباس حنا وغیرہ امور میں مصروف رہتے ہیں اس لیے سیر کو تشریف نہیں لے گئے۔ جمعہ سے پیشتر ندوہ کے لیے ایک اشتہار لکھا جو کل ۲ اکتوبر کو عصر کے وقت تجویز کیا تھا اگرچہ یہ اشتہار صرف ایک صفحہ کا تجویز کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلم اور کلام میں وہ قوت اور روانگی دی ہے کہ جو اعجازی رنگ سے رنگین ہے اس لیے بجائے ایک صفحہ کے کئی صفحے ہو گئے۔

جمعہ جمعہ کی نماز کے لیے آپ ایک بجے سے کچھ منٹ پہلے تشریف لے گئے منشی حبیب الرحمن صاحب نمبردار حاجی پور بھی آپکے ساتھ تھے آپ سے پہلے ٹھیک ایک بجے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ خطبہ کیلیے کھڑے ہوئے اور جو خطبہ آپ نے پڑھا۔ وہ ان شاء اللہ تعالیٰ کسی دوسرے جگہ ہم درج کریں گے

بین المغرب والعشا شیخ عبد الحق صاحب نومسلم نے اپنے ایک جدید رسالہ کا کچھ حصہ سنایا اس غرض سے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ و السلام اس رسالہ کا کوئی نام تجویز کر دیں یہ رسالہ شیخ صاحب نے ایک عیسائی کے ٹریکٹ سچا اسلام نام کے جواب میں لکھا ہے جس میں اسنے عیسائیت کو سچا اسلام قرار دیا ہے۔ حضرت اقدس نام تجویز کرنا چاہتے تھے کہ چند آدمیوں نے بیعت کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ بیعت کے بعد اسکا نام تجویز کرتا ہوں)۔ چنانچہ بیعت کے لیے وہ آدمی پیش ہوئے اور آپ نے اُن سے بیعت توبہ لی اور پھر اس رسالہ کا نام **اسلام نصاریٰ** یا **اسلام النصاریٰ** تجویز فرمایا اور یہ تقریر فرمائی۔

اسلام النصاریٰ اس رسالہ کا نام اسلام النصاریٰ رکھو۔ اور اصل رسالہ سے پہلے ایک چھوٹا سا مقدمہ لکھو کہ سچا اسلام تو یہ ہے کہ قولاً اور فعلاً خدا تعالیٰ کو اپنی ساری طاقتیں سپرد کر دی جاویں اور اُس کے احکام کے آگے گردن رکھی جاوے کوئی اُسکا شریک نہ ٹھیرایا جاوے اور ہر قسم کی بدراہی سے دور رہیں مگر یہ لوگ تو اس خدا سے دور ہیں جو اسلام نے بتایا اور کل نبیوں نے جسکی تعلیم دی۔ یہودی تو ابھی مر نہیں گئے ان سے پوچھو کہ وہ کس خدا کو مانتے ہیں وہ صاف کہتے ہیں کہ توریت سے ہیں

خدا کو بیان کیا ہے جو قرآن نے بتایا ہے۔ وہ انجیل کے خدا کو کب مانتے ہیں جو مریم کا بیٹا ہے۔ جسکو عیسائیوں نے خدا بنایا ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس مقدمہ میں یہ بیان کیا جاوے کہ حقیقی اسلام کیا چیز ہے؟ عقل اور روشنی قلب کسکو تسلیم کرتی ہے کیا عیسائیت کو یا اسلام کو؟

پھر اسمیں عیسائی مذہب کی خرابیاں دکھاؤ۔ کہ انجیل نے کیا تعلیم دی ہے مثلاً طلاق ہی کا مسئلہ دیکھو کہ انجیل میں یہ لکھا ہے کہ جو طلاق دیتا ہے وہ زنا کرتا اور کرواتا ہے لیکن اب واقعات اور ضرورتوں نے انکو مجبور کیا ہے کہ اس مسئلہ کی اہمیت کو تسلیم کریں چنانچہ امریکہ میں قانون بنایا گیا۔ ایسا ہی شراب کا مسئلہ ہے جس کے بغیر عشاء ربانی کامل نہیں ہوتی۔ مگر اسکی خرابیاں دیکھو کیسی ہیں اور ولایت کا یہ حال ہے کہ وہاں سادہ پانی پینے والے پرہیزی ہوتی ہے اور پینے کے قابل صرف شراب ہی سمجھی جاتی ہے۔ اور پانی تو کپڑے ہی دھونے کے قابل قرار دیا گیا ہے۔

اسطرح انکی تعلیم پر ایک مختصر سی نظر کرو ان کے کھانے کے دانت اور ہیں اور دکھانیکو اور مگر افسوس یہ ہے کہ وہ دکھانیکے دانت بھی خراب ہیں جب دکھانیکے دانتوں کا یہ حال ہے تو کھانے کے تو اور بھی خراب ہونگے۔ کوئی چیز بھی عمدہ نہیں۔ خدا بنایا تو ایسا اور اعتقاد تجویز کیے تو ایسے تعلیم دی تو ایسی کہ اگر ایک ہفتہ اس تعلیم پر عمل کرنیکے لیے عدالتیں بند کر دیجائیں تو پتہ لگجاوے کہ اس شخص نے سچا اسلام نام رکھکر درصل اسلام کو گالی دی ہے کیونکہ اس نے اسلام کو جھوٹا قرار دیا ہے اسلیے ضروری ہے کہ نصرانیت کی قلعی کھولی جاوے۔ اباحتی زندگی کو اسلام ٹھیراتے ہیں جو کچھ گند اس کتاب کے اندر ہے وہ اس نام ہی سے ظاہر ہے پس نصاریٰ کے اسلام کی حقیقت ضرور کھولنی چاہیے اسلام کا لفظ صرف قرآن نے ہی اختیار کیا ہے اور کسی نے یہ نام اختیار نہیں کیا۔

بین المغرب والعشا

بعد ادائے نماز مغرب حضرت اقدس شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے۔ طاعون کے ذکر چلنے پر فرمایا خواہ کچھ ہی ہو اگر کوئی چاہے کہ یہ بلا ارضی تدابیر سے ٹل جاوے تو یہ محال ہے خدا کا ایک قانون ہے کہ جس قدر کوئی قابل ہو اسی قدر اسے بچایا جاتا ہے دیکھو شہر میں جو بکرے ذبح ہوتے ہیں وہاں کیڑوں مکوڑوں سے بہت ہی کم ہوتے ہیں جو پاؤں کے نیچے آکر ہر روز مارے جاتے ہیں اور بکرے کی نسبت گائے زیادہ مفید ہے وہ اس کی نسبت کم ذبح ہوتی ہیں اونٹ اس سے زیادہ مفید ہے وہ اس کی نسبت کم ذبح ہوتا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر قابل قدر جانور ہو اسی قدر کم ذبح ہوتا ہے پھر ان سب سے زیادہ قابل قدر ہو اس پر وہ چھری نہیں چلتی جو ان جانوروں پر چلائی جاتی ہے پھر انسان تو سب سے ہی زیادہ قابل قدر ہے اسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے۔ اور یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا سچا تعلق رکھتے اور اپنے اندرونہ کو صاف رکھتے ہیں اور نوع انسان کے ساتھ خیر اور ہمدردی سے پیش آتے ہیں اور خدا کے سچے فرمانبردار ہیں چنانچہ قرآن شریف سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم اس کے مفہوم مخالف سے صاف پتہ لگتا ہے کہ وہ دوسروں کی پروا کرتا ہے اور وہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو متقی ہوتے ہیں۔ وہ تمام کسر ان کے اندر سے نکل جاتی ہیں جو خدا سے دور ڈال دیتی ہیں۔ اور جب انسان اپنی اصلاح کر لیتا ہے اور خدا سے صلح کر لیتا ہے تو خدا اس کے عذاب کو بھی ٹال دیتا ہے خدا کو کوئی ضد نہیں چنانچہ اس کے متعلق ہی صاف طور پر فرمایا ہے ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم یعنی خدا نے تم کو عذاب دے کر کیا کرنا ہے اگر تم دیندار ہو جاؤ۔ طاعون بڑا خطرناک عذاب ہے بیوی بچے ہی نہیں تباہ ہوتے بلکہ یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ جنازہ کا بھی کوئی انتظام نہیں ہو سکتا مرنے والا تو مر جاتا ہے جو زندہ رہتے ہیں وہ بھی مفقود العقل اور زندہ درگور ہوتے ہیں ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ گھر والے مردہ کو باہر پھینک گئے اور کتوں نے اس کو کھایا اور وہ بھی طاعون سے ہلاک ہو گئے۔ اس خوفناک مرض میں تعہد خدمت کا بھی نہیں ہو سکتا بیمار داروں کو تنفر اور خوف ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو یہ فرمایا قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا منشا یہ ہے کہ جیسے تم نے میرے شعار کو چھوڑ دیا ہے میں تمہاری بھی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ تجہیز و تکفین بھی ایک شعار ہے اس کے لئے یہ رسم ہو گئی ہے اور اس سے بڑھ کر نہیں ملا آتا ہے تو اس کی غرض جا کا لینا ہوتا ہے جنازہ کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کا ایک لفظ آگے نہیں جاتا بلکہ وہ تو یہی سوچتا رہتا ہے کہ کچھ تنکہ اور پیسے ملیں گے اور پھر دیکھتا ہے کہ مردہ کے کپڑوں میں سے کوئی حصہ ملیگا۔ غرض وہ تو مال کے پیچھے نہیں چھوڑتے بیچ خلوت ہی جلتے رہتے ہیں۔

ایک تار حضرت اقدس پہلا کمتبان کے پیچھے تھے کہ ایک تار آ گیا یہ مولوی غلام علی صاحب ہتاسی کیطرف سے تھا کہ میں بیمار ہو گیا ہوں میرے لیے دعا کی جیجو۔ کچھ عرصہ تک حضرت مولوی صاحب ... ہو کر تم ... اچھا ہو ... [illegible]

اب ایک لاکھ تک نوبت پہنچی ہے سب آپس میں بھائی ہیں جیسے بڑے کنبہ میں کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی نہ کوئی دردناک آواز نہ آتی ہو جو گذر گئی وہ بھی بڑے ہی مخلص تھے جیسے ڈاکٹر بوڑے خان سید تفضیلات علی شاہ۔ ایوب بیگ منشی جلال الدین خدا ان سب پر رحم کرے۔

طاعون بلیہ کبریٰ ہے طاعون بھی اسی طرح جیسی کہ ... ہے کیونکہ غفلت سے بلیہ کبریٰ ... ذریعہ ہے اگر یہ سر پر نہ ہو تو اس زمانہ میں شاید خوف بھی نہ رہے بڑے موذی طبع معتمد لوگوں کو بھی دیکھا ہے کہ جہاں بیٹھنے سے پڑتا ہے تو ان کے بھی خون خشک ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے طریقے بدل گئے ہیں بعض دانشمند کہتے ہیں کہ نفس چونکہ بار بار نہیں آتا اس لیے فرض ہے کہ کوئی نہ کوئی محرک ہی ہو۔ اس دنیا کا انجام کار خاتمہ حقیقی ہے اور دوسرا عالم بھی یقینی ہے۔ اور وہ زندگی کا عالم ہے خواہ بیلی اگر وہاں جا کر تلخی اور دکھ آتا رہے تو پھر بڑی مشکلات ہیں یہ بھی خدا کا بڑا رحم ہے جو اس مردود ملک پر طاعون کا تازیانہ بھیج دیا ہے جس سے غفلت دور ہوتی ہے۔ خدا کی سنت ہے کہ جب انسان سخت دل ہو جاتا ہے تو ایسا عذاب بھیج دیتا ہے۔ انسان معمولی موت سے نہیں ڈرتا مگر اب جیسے ایک بڈھا اپنے آپ کو قریب بہ قبر سمجھتا ہے ویسے ہی یہ نوجوان بھی۔ غفلت اور شہوت کا نشہ ایسی چیز ہے کہ جب معمولی موت سے انسان نے سبق نہ لیا تو طاعون بھیج دی۔ جو عذاب کی شکل میں ہلاک کر رہی ہے۔

اس کے بعد مولانا مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب نے ایک

الاستفتاء من ندوۃ العلماء

عربی قصیدہ سنایا جو مندرجہ حاشیہ عنوان سے انہوں نے دو تین یوم میں لکھا ہے جب وہ قصیدہ پڑھ چکے تو مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی نے پنجابی نظم سنائی۔ اور بعدہ نماز عشاء دربار ختم ہوا۔

۵۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء

(صبح کی سیر)

نزول المسیح اور کشتی نوح کے متعلق تذکرہ پر فرمایا کہ کشتی نوح الگ بھی تقسیم ہو اور نزول المسیح کے ہمراہ بھی۔ کیونکہ تقسیم کے وقت ہر ایک اپنی اپنی سمت الگ اختیار کرتا ہے۔

قوت جاذبہ مخفیہ دنیا میں یہ دونوں قوتیں جاذبہ اور مخفیہ ہیں۔ اور ان کا اثر بھی برابر جاری ہے اس لیے اس قسم کی تقسیم سے یہ فائدہ ہوگا کہ جو روحیں صرف تعلیم کی تلاش میں ہیں ان کی پیاس اس تعلیم کو پڑھ کر بجھے گی اور بعض روحیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ ثبوت کی تلاش میں ہیں ان کو نزول المسیح میں پورا ثبوت ملے گا اور اس سے فائدہ پہنچیگا۔ بعض صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ امام کی کیا عزت ... ان کے لیے بھی یہ مفید ہوگی۔ پس یہ دو قسم کی اشاعت اچھی ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا تو اس سے فائدہ پہنچے گا۔

المومن اور الناس ثبوت اس قسم کے دیے ہیں کہ اللہ اکبر۔ یہاں تک کہ مشہودات اور محسوسات سے ایمان کی تقویت ہوتی ہے لیکن جو لوگ ایمانی قوت سے حصہ رکھتے ہیں وہ پہلی ہی سمجھ لیتے ہیں۔ جو لوگ حق قبول کرتے ہیں وہ بصیرت و فراست والے کہلاتے ہیں جب وہ اول ہی اول قبول کرتے ہیں خدا مومنوں کی تعریف کرتا ہے اور رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کہتا ہے یہی لوگ ہیں کہ انہوں نے اپنی فراست سے پہلے سے ... بعد میں لوگ داخل ہونے لگے اور ان کا ... [illegible]

اس وقت داخل ہونے والے کا نام الناس رکھا ہے۔ صحابہ کی تعریف کرتا ہے۔ اہل لا تقولوا آمنا بل قولوا اسلمنا یعنی یہ مت کہو کہ ہم ایمان لائے بلکہ یہ کہو کہ ہم نے اطاعت کی۔ ایمان ہوتا ہے جب ابتلا کے موقع آویں جنہیں ایمان لانے کی ... نوبت پہنچی تھی وہ ابتلا میں داخل ہیں یعنی تکلیف کا نشانہ ہو کر دیکھا بلکہ وہ اقبال اور نصرت کے زمانہ میں داخل ہوئے ... کہ فخر کا نام اور خطاب ان کو نہ ملا۔ بلکہ الناس ان کا نام رکھا کیونکہ وہ ایسے وقت داخل ہوئے جب کام چل پڑا۔ اور رسول اللہ نے اپنی صداقت کی روشنی دکھلائی اس وقت دوسرے مذاہب حقیر نظر آئے۔ تو سب داخل ہو گئے۔

نبی کی ذمہ داری اور استغفار نبی بہت بڑی ذمہ داری لے کر آتا ہے اس لیے جب اپنے کام کو دیکھتا ہے اور تبلیغ کر کے حجت پوری کر چکتا ہے تو وہ وقت ایسا گویا خدا تعالیٰ کو جواب دینے کا ہوتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ جیسا فضل کرتا ہے ایسا ہی استغفار کا لفظ بھی ... طرح کیونکہ رسول اللہ کو بھی ارشاد اسی طرح ہوتا ہے فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا۔ خدا تعالیٰ ہر ایک نقص سے پاک ہے اس کی تسبیح کر اور جو کچھ سہو بشریت کی رو سے اس ذمہ داری کے کام میں ہوا ہے ... تو اس سے استغفار چاہو جس کے سپرد ہزاروں کام ہوں اس کو ضرورت ہے اور رسول اللہ صلعم تو مقام عظیم الشان لیکر آئے تھے غرض یہ ایک جواب تھا جو آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیا۔ اور جس میں آپ کی پوری کامیابی کیطرف پہلے اشارہ کر دیا اور یہ سورۃ گویا آنحضرت کی وفات کا ایک پروانہ تھا۔ یہ بھی یاد رکھو کہ انبیا کی زندگی بھی وقت تک ہوتی ہے جب تک معارف کا زمانہ رہتا ہے اس کے بعد جب تسبیح و تحمید کا وقت آتا ہے تو وہ گویا ان کی وفات کا پروانہ ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کام کو کر چکے ہوتے ہیں جس کے لیے بھیجے جاتے ہیں۔ اور اصل تو یہ ہے کہ کام تو اللہ کے فضل سے ہوتے ہیں مفت میں ثواب لینا ہوتا ہے جو شخص اس میں بھی خود غرضی، سستی، ریا کی آمیزش کرے وہ اس ثواب سے محروم رہ جاتا ہے۔

انی احافظ کل من فی الدار کی تائید میں ایک عرصہ ہوا میں نے خواب دیکھا تھا کہ گویا میر ناصر نواب ایک دیوار بنا رہے ہیں جو فصیل شہر ہے میں نے اس کو جو دیکھا تو خوف آیا کیونکہ وہ قد آدم تک اونچی تھی خوف یہ ہوا کہ اس پر آدمی چڑھ سکتا ہے مگر جب دوسری طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ قادیان بہت اونچی کی گئی ہے اس لیے وہ دیوار دوسری طرف سے بہت اونچی ہے اور یہ دیوار گویا پختہ کی بنی ہوئی ہے فرش کی زمین بھی پختہ کی گئی ہے اور خود میں موجود تھا تو وہ دیوار ہمارے گھر کے ارد گرد ہے ارادہ ہے کہ قادیان کے گرد بھی بنائی جاوے شاید اللہ رحم کرے اور بلاؤں میں تخفیف کر دے۔ قادیان میں آج دو تین موتیں ہو گئیں۔ فرمایا پہلے سے بھی موتیں ہو جایا کرتی ہیں طاعون کی تو خوبی الگ ہے کوئی جنازہ اٹھانیوالا بھی نہیں ملتا بعض وقت ایک گھر میں جب ہوتی ہے تو سارے گھر کا صفایا ہو جاتا ہے اور جانوروں تک کو ہو جاتی ہے۔ انسان کی ایمان کے پرکھے جانے کا اب اچھا موقعہ ہے طاعون قریب ان دنوں میں ترا پھا ہوا آئی ہے اگر طاعون نہ ہوتی تو شاید سچے مسلمان کا پتہ نہ لگتا۔ (باقی آئندہ)

(باقی آئندہ)

بہت کچھ ملگیا ہے اسیطرح یہ قرآنی دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قبول ہو کر اخیار و ابرار مسلمان بالخصوص ان کے کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل کے وارث ٹھہرائے گئے اور در اصل مسیح موعود کا اس امت میں سے پیدا ہونا یہ بھی اسی دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کیونکہ گو مخفی طور پر بہت سے اخیار و ابرار نے انبیاء بنی اسرائیل کی مماثلت کا حصہ لیا ہے مگر اس امت کا مسیح موعود کھلے کھلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل کھڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجھ میں آجائے اسی غرض سے اس مسیح کو ابن مریم سے ہر یک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے یہانتک کہ اس ابن مریم پر ابتلا بھی اسرائیلی ابن مریم کیطرح آئے اول جیسا کہ عیسی ابن مریم محض خدا کے نفخ سے پیدا کیا گیا اسی طرح یہ مسیح بھی سورہ تحریم کے وعدہ کے موافق محض خدا کے نفخ سے مریم کے اندر سے پیدا کیا گیا اور جیسا کہ عیسی ابن مریم کی پیدائش پر بہت شور اٹھا اور اندھے مخالفوں نے مریم کو کہا لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا اسیطرح اسجگہ بھی کہا گیا اور شور قیامت مچایا گیا اور جیسا کہ خدا نے اسرائیلی مریم کے وضع حمل کے وقت مخالفوں کو عیسی کی نسبت یہ جواب دیا وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا یہی جواب خدا تعالیٰ نے میری نسبت براہین احمدیہ میں روحانی وضع حمل کے وقت جو استعارہ کے رنگ میں تھا مخالفوں کو دیا اور کہا کہ تم اپنے فریبوں سے اسکو نابود نہیں کر سکتے میں اسکو لوگوں کے لیے رحمت کا نشان بناؤنگا اور ایسا ہونا ابتدا سے مقدر تھا۔ اور پھر جسطرح یہودیوں کے علماء نے حضرت عیسی پر فتوی تکفیر کا لگایا اور ایک شریر فاضل یہودی نے وہ استفتا طیار کیا اور دوسرے فاضلوں نے اسپر فتوی دیا یہانتک کہ بیت المقدس کے صدہا عالم فاضل جو اکثر اہل حدیث تھے اُنھوں نے حضرت عیسی پر تکفیر کی مہریں لگا دیں*

---

* حاشیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں یہودی اگرچہ بہت فرقے تھے مگر جو حق پر سمجھے جاتے تھے وہ دو فرقے ہو گئے تھے - ایک وہ جو توریت کے پابند تھے اُسی سے اجتہاد کے طور پر مسائل استنباط کرتے تھے - ۲ دوسرا فرقہ اہل حدیث تھا جو توریت پر احادیث کو قاضی سمجھتے تھے یہ اہلحدیث اسرائیلی بلاد میں بہت پھیل گئے تھے اور ایسی ایسی حدیثوں پر عمل کرتے تھے جو اکثر توریت کی معارض اور نقیض تھیں اور انکی یہ حجت تھی کہ بعض مسائل شرع مثلاً عبادات اور معاملات اور قانون مجازات کے مسائل توریت سے ملتے نہیں ہیں ان پر حدیثوں کی رو سے اطلاع ہوتی ہے اور حدیث کی کتاب کا نام طالمود تھا اور اس مین ہر ایک نبی کے زمانہ کی حدیثین تھین یہ حدیثین مدت تک زبانی رہین اور مدت کے بعد قلمبند ہوئین اس لئے انمین کچھ موضوعات کا حصہ بھی ملگیا تھا اور بباعث اس کے کہ اس وقت یہودیون کے تہتر فرقے ہو گئے تھے اور ہر ایک فرقہ اپنی اپنی حدیثین جدا جدا رکھتا تھا اور محدثین نے توریت کی طرف توجہ چھوڑ دی تھی اکثر حدیثون پر عمل تھا اور توریت گویا متروک اور مہجور کیطرح تھی اگرچہ حدیث کے مطابق آئی تو اسکو مانا ورنہ اسکو رد کر دیا پس اس زمانہ مین حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اور اُن کے مخاطب خاص طور پر اہل حدیث ہی تھے زیادہ حدیثون کی عزت کرتے تھے اور نبیون کے نوشتون مین پہلے خبر دی گئی تھی کہ جب یہود کئی فرقہ پر منقسم ہو جاوینگے اور خدا کی کتاب کو چھوڑ کر اسکے برخلاف حدیثون پر عمل کرینگے تب انکو ایک حکم عدل دیا جاویگا جو مسیح کہلائیگا اور اُسکو وہ قبول نکرینگے آخر سخت عذاب اُنپر نازل ہوگا اور وہ طاعون کا عذاب تھا نعوذ باللہ منہ

یہی معاملہ مجھ سے ہوا اور پھر جیسا کہ اس تکفیر کے بعد جو حضرت عیسیٰ کی نسبت کی گئی تھی انکو بہت ستایا گیا سخت گالیاں دی گئین تہین ہجو اور بدگوئی مین کتابین لکھی گئین تہین یہی صورت اسجگہ پیش آئی گویا ۱۹۰۰ برس کے بعد عیسیٰ پھر پیدا ہو گیا اور وہی یہودی پھر پیدا ہو گئے آہ یہی معنی تو اس پیشگوئی کے تھے کہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ جو خدا نے پہلے سے سمجھا دیا تھا مگر ان لوگون نے صبر نہ کیا جب تک یہودیون کی طرح مغضوب علیہم نہ بنگئے اس مماثلت کی ایک اینٹ تو خدا نے اپنے ہاتھ سے لگادی کہ مجھے مین چودھوین صدی کے سر پر جیسا کہ مسیح ابن مریم چودھوین صدی کے سر پر آیا تھا۔

مسیح الاسلام

کر کے بھیجا اور میرے لیے اپنے زبردست نشان دکھلا رہا ہے اور آسمان کے نیچے کسی مخالف مسلمان یا یہودی یا عیسائی وغیرہ کو طاقت نہین کہ اُنکا مقابلہ کرے اور خدا کا مقابلہ عاجز و رذلیل انسان کیا کر سکے یہ تو وہ بنیادی اینٹ ہے جو خدا کی طرف سے ہے ہر ایک جو اس اینٹ کو توڑنا چاہیگا وہ توڑ نہین سکیگا مگر یہ اینٹ جب اسپر پڑیگی تو اُس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیگی کیونکہ یہ اینٹ خدا کی اور ہاتھ خدا کا ہے اور دوسری اینٹ میرے مخالفون نے طیار کر کے اسکے مقابل پر رکھدی کہ میرے مقابل پر وہ کام کئے جو اسوقت کے یہودیون نے کئے تھے یہان تک کہ میرے ہلاک کرنے کے لئے ایک خون کا مقدمہ بھی بنایا گیا جسکی میرے خدا نے مجھے پہلے خبر دیدی تھی وہ مقدمہ جو میرے پر بنایا گیا وہ حضرت عیسی ابن مریم کے مقدمے سے بہت سخت تھا کیونکہ حضرت عیسیٰ پر جو مقدمہ بنایا گیا اس کی بنا محض ایک مذہبی اختلاف پر تھی جو حاکم کے نزدیک ایک خفیف بات تھی بلکہ کچھ بھی نہ تھی مگر میرے پر جو مقدمہ کھڑا کیا گیا وہ اقدام قتل کا دعوی تھا اور جیسا کہ مسیح کے

مقدمہ مین یہودی مولویون نے جا کر گواہی دی تھی ضرور تہا کہ اس مقدمہ مین بھی کوئی مولویون مین سے گواہی دیتا اس لئے اسکام کے لئے خدا نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو انتخاب کیا اور وہ ایک لمبا جُبّہ پہن کر گواہی کے لئے آیا اور جیسا کہ سردار کاہن مسیح کو صلیب دلانے کے لئے عدالت مین گواہی دینے کے لئے آیا تہا یہ بھی موجود ہوئے صرف فرق اس قدر تہا کہ سردار کاہن کو پلاطوس کی عدالت مین کرسی ملی تھی کیونکہ یہودیون کے معزز بزرگون کو گورنمنٹ رومی مین کرسی ملتی تھی اور بعض اُنمین سے آنریری مجسٹریٹ بھی تھے اس لئے اس سردار کاہن نے عدالت کے قواعد کے لحاظ سے کرسی پائی اور مسیح ابن مریم ایک مجرم کی طرح عدالت کے سامنے کہڑا تہا لیکن میرے مقدمہ میں اس کے برعکس ہوا یعنی یہ کہ برخلاف دشمنون کی امیدون کے کپتان ڈگلس نے جو پیلاطوس کی جگہ عدالت کی کرسی پر تہا مجھے کرسی دی اور یہ پیلاطوس مسیح ابن مریم کے پیلاطوس کی نسبت زیادہ بااخلاق ثابت ہوا کیونکہ عدالت کے امر مین وہ دلیری اور استقامت سے عدالت کا پابند رہا اور بالائی سفارشون کی اُسنے کچھ بھی پروا نہ کی اور قومی اور مذہبی خیال نے بھی اسمین کچھ تغیر پیدا نہ کیا اور اُسنے عدالت پر پورا قدم مار کے ایسا عمدہ نمونہ دکہلایا کہ اگر اسکے وجود کو قوم کا فخر اور حکام کے لئے نمونہ سمجھا جائے تو بیجا نہ ہوگا عدالت ایک مشکل امر ہے جبتک انسان تمام تعلقات سے علیحدہ ہوکر عدالت کی کرسی پر نہ بیٹھے تب تک اس فرض کو عمدہ طور پر ادا نہین کرسکتا مگر ہم اس سچی گواہی کو ادا کرتے ہین کہ اس پیلاطوس نے اس فرض کو پورے طور پر ادا کیا۔ اگرچہ پہلا پیلاطوس جو رومی تہا اس فرض کو اچھے طور پر ادا نہین کرسکا اور اس کی بزدلی نے مسیح کو بڑی بڑی تکالیف کا نشانہ بنایا یہ فرق ہماری جماعت مین ہمیشہ تذکرہ کے لائق ہے جب تک کہ دنیا قائم ہے اور جیسے جیسے یہ جماعت لاکہون کروڑون افراد تک پہنچیگی ویسی ویسی تعریف کے ساتھہ اس نیک نیت حاکم کا تذکرہ رہیگا اور یہ اُس کی خوش قسمتی ہے کہ خدا نے اسکام کے لئے اُسی کو چنا۔ ایک حاکم کے لئے کس قدر یہ امتحان کا موقعہ ہے کہ دو فریق اسکے پاس آوین کہ ایک اُنمین سے اُسکے مذہب کا مشنری ہے اور دوسرا فریق وہ ہے جو اُسکے مذہب کا مخالف ہے اور اُس کے پاس بیان کیا گیا ہے کہ وہ اسکے مذہب کا سخت مخالف ہے لیکن اس بہادر پیلاطوس نے اس امتحان کو پورے استقلال سے برداشت کیا اور اس کو ان کتابون کے مقام دکہلائے گئے جن مین کم فہمی سے عیسائی مذہب کی نسبت سخت الفاظ سمجھے گئے تھے اور ایک مخالفانہ تحریک کی گئی تھی مگر اس کے چہرہ پر کچھ تغیر پیدا نہ ہوا کیونکہ وہ اپنی روشن کانشنس کیوجہ سے حقیقت تک پہنچ گیا تہا اور چونکہ اُس نے مقدمہ کی اصلیت کو سچے دل سے تلاش کیا اس لئے خدا نے اُس کی مدد کی اور اس کے دل پر سچائی کا الہام کیا اور اس پر واقعی حقیقت کہول گئی اور وہ اس سے بہت خوش ہوا کہ عدل کی راہ اسکو نظر آگئی اُس نے مجھے محض عدل کے لحاظ سے مدعی کے مقابل پر کرسی دی اور جب مولوی محمد حسین جو سردار کاہن کی طرح مخالفانہ گواہی کیلئے آیا تہا مجھے کرسی پر بیٹھا ہوا پایا اور مین لذت کو دیکھنے کے لئے میری نسبت اُس کی آنکھ شوق رکھتی تھی اُس ذلت کو اُس نے دیکھا تب مساوات کو غنیمت سمجھکر وہ بھی اس پیلاطوس سے کرسی کا خواہشمند ہوا مگر اُس پیلاطوس نے اُسے ڈانٹا اور زور سے کہا کہ تجھے

اور تیرے باپ کو کبھی کرسی

نہیں ملی ہمارے دفتر مین تمہاری کرسی کے لئے کوئی ہدایت نہین۔ اب یہ فرق بھی غور کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے یہودیون سے ڈر کر ان کے بعض معزز گواہون کو کرسی دیدی اور حضرت مسیح کو جو مجرم کے طور پر پیش کئے گئے تھے کہڑا رکہا حالانکہ وہ سچے دل سے مسیح کا خیر خواہ تہا بلکہ مریدون کی طرح تہا اور اس کی بیوی مسیح کی خاص مرید تھی جو ولی اللہ کہلاتی ہے لیکن خوف نے اس سے یہان تک حرکت صادر کرائی کہ ناحق بیگناہ مسیح کو یہودیون کے حوالہ کر دیا میری طرح کوئی خونکا الزام نہ تہا اس بات کو سنکر ڈر گیا کہ قیصر کے پاس اُس کی شکایت کی جائیگی۔ اور پھر ایک اور مماثلت پہلے پیلاطوس اور اس پیلاطوس میں یاد رکھنے کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے اُس وقت جو مسیح ابن مریم عدالت مین پیش کیا گیا یہودیون کو کہا گیا تہا کہ مین اس شخص کا کوئی گناہ نہین دیکھتا ایسا ہی جب آخری مسیح اس آخری پیلاطوس کے روبرو پیش ہوا اور اس مسیح نے کہا کہ مجھے چند روز تک جواب کے لئے مہلت دینی چاہئے کہ مجھپر خون کا الزام لگایا جاتا ہے تب اس آخری پیلاطوس نے کہا کہ مین آپ پر کوئی الزام نہیں لگاتا یہ دونون قول پیلاطوسون کے بالکل باہم مشابہ ہین اگر فرق ہے تو صرف اس قدر ہے کہ پہلا پیلاطوس اپنے اس قول پر قائم نہ رہ سکا اور جب اسکو کہا گیا کہ قیصر کے پاس تیری شکایت کرینگے تو وہ ڈر گیا اور حضرت مسیح کو اس نے عمداً خونخوار یہودیون کے حوالہ کردیا گو وہ اس سپردگی سے غمگین تہا اور اس کی عورت بھی غمگین تھی کیونکہ وہ دونون مسیح کے سخت معتقد تھے لیکن یہودیون کا سخت شور و غوغا دیکھکر بزدلی اُس پر غالب آگئی ہان البتہ پوشیدہ طور پر اس نے بہت سعی کی کہ مسیح کی جان کو صلیب سے بچایا جاوے اور اس سعی مین وہ کامیاب بھی ہوگیا مگر بعد اسکے مسیح صلیب پر چڑہایا گیا اور شدت درد سے ایک ایسی سخت غشی مین آگیا کہ گویا وہ موت ہی تھی۔ بہر حال پیلاطوس رومی کی کوشش سے مسیح ابن مریم کی جان بچ گئی اور جان بچنے کے لئے پہلے سے مسیح کی دعا منظور ہوچکی تھی دیکھو

عبرانیون باب ۵ آیت ۷ ٭ بعد اس کے مسیح اُس زمین سے پوشیدہ طور پر بھاگ کر کشمیر کی طرف آگیا اور وہین فوت ہوا اور تم سن چکے ہو کہ سرینگر محلہ خانیار مین اس کی قبر ہے یہ سب پیلاطوس کی سعی کا نتیجہ تھا لیکن تاہم اس پہلے پیلاطوس کی کارروائی بزدلی کی رنگ آمیزی سے خالی نہ تھی اگر وہ اپنے اس قول کا پاس کر کے کہ مین اس شخص کا کوئی گناہ نہین دیکھتا مسیح کو چھوڑ دیتا تو اسپر کچھ مشکل نہ تھا اور وہ چھوڑنے پر قادر تھا مگر وہ قیصر کی دھمکی سے ڈر گیا۔ لیکن یہ آخری پیلاطوس پادریون کے ہجوم سے نہ ڈرا حالانکہ اسجگہ بھی قیصر کی بادشاہی تھی لیکن یہ قیصرہ اُس قیصر سے بدرجہا بہتر تھی اسلئے کسی کے لئے ممکن نہ تھا کہ حاکم پر دباؤ ڈالنے کے لئے اور انصاف چھوڑانے کے لئے قیصرہ سے ڈراوے بہرحال پہلے مسیح کی نسبت آخری مسیح پر بہت شور اور منصوبہ اٹھایا گیا تھا اور میری مخالف اور ساری قومون کے سرگروہ جمع ہوگئے تھے مگر آخری پیلاطوس نے سچائی سے پیار کیا اور اپنے اس قول کو پورا کر کے دکھلایا کہ جو اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا تھا کہ مین تم پر خون کا الزام نہین لگاتا سو اس نے مجھے بہت صفائی اور مردانگی سے بری کیا اور پہلے پیلاطوس نے مسیح کے بچانے کے لئے حیلون سے کام لیا مگر اس پیلاطوس نے جو کچھ عدالت کا تقاضا تھا اُس طور سے اس تقاضا کو پورا کیا جسمین بزدلی کا رنگ نہ تھا۔ جس دن مین بری ہوا اُسی دن اُس عدالت مین کسی فوج کا ایک چور بھی پیش ہوا یہ اس لئے وقوع مین آیا کہ پہلے مسیح کے ساتھ بھی ایک چور تھا لیکن اس آخری مسیح کے ساتھ کے چور کو جو پکڑا گیا اس پہلے چور کیطرح جو پہلے مسیح کیساتھ پکڑا گیا صلیب پر نہین چڑھایا اور نہ اس کی ہڈیان توڑی گئین بلکہ تین ماہ کی قید ہوئی +

اب پھر ہم اپنے بیان کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہین کہ سورۃ فاتحہ مین اس قدر حقائق و دقائق و معارف جمع ہین کہ اگر ان سب کو لکھا جائے تو وہ باتین ایک دفتر مین بھی ختم نہین ہو سکتین اسی ایک حکیمانہ دعا کو دیکھئے کہ جو اس صورت مین سکھائی گئی ہے یعنی اھدنا الصراط المستقیم یہ دعا ایک ایسا مفہوم کلی اپنے اندر رکھتی ہے جو تمام دین اور دنیا کے مقاصد کی کنجی ہے ہم کسی چیز کی حقیقت پر اطلاع نہین پا سکتے اور نہ اس کے فوائد منتفع ہو سکتے ہین جب تک ہمین اسکے پانے کے لئے ایک مستقیم راہ نہ ملے دنیا کی جسقدر مشکل اور پیچیدہ امور ہین خواہ وہ سلطنت اور وزارت کے ذمہ داریون کے متعلق ہون اور خواہ سپہ گری اور جنگ و جدال سے تعلق رکھتے ہون اور خواہ طبعی اور ہیئت کے دقیق مسائل کے متعلق ہون اور خواہ صناعت اور طب کے طریق تشخیص اور علاج کے متعلق اور خواہ تجارت اور زراعت کے متعلق ان تمام امور مین کامیابی ہونا مشکل اور غیر ممکن ہے جب تک کہ ان کے بارہ مین ایک مستقیم راہ نہ ملے کہ کس طور سے انکام کو شروع کرنا چاہئے اور ہر ایک عقلمند انسان مشکلات کے وقت مین بھی اپنا فرض سمجھتا ہے کہ اس مشکل سخت کے بارے مین ایک لمبے وقت تک رات کو سوچتا رہے تا ہو کہ اس مشکل کشائی کے لئے کوئی راہ نکل آوے اور ہر ایک صنعت اور ہر ایک ایجاد اور ہر ایک پیچیدہ اور الجھے ہوئے کام کو چلانا اسبات کو چاہتا ہے کہ اس کام کے لئے راہ نکل آوے پس دنیا اور دین کی اغراض کے لئے اصل کام راہ نکالنے کی دعا ہے جب سیدھی راہ کسی امر کے متعلق ہاتھ مین آجائے تو یقیناً وہ امر بھی خدا کے فضل سے حاصل ہو جاتا ہے خدا کی قدرت اور حکمت نے ہر ایک مدعا کے حصول کے لئے ایک راہ رکھی ہے مثلاً کسی بیمار کا ٹھیک ٹھیک علاج نہین ہو سکتا جب تک اس مرض کی حقیقت سمجھنے اور نسخہ کے تجویز کے لئے ایک ایسی راہ نکل آوے کہ دل فتویٰ دیدے کہ اس راہ مین کامیابی ہوگی بلکہ کوئی انتظام دنیا مین ہو ہی نہین سکتا جب تک اس انتظام کے لئے ایک راہ پیدا نہو پس راہ کا طلب کرنا طالب مقصد کا فرض ہوا اور جیسا کہ دنیا کی کامیابی کا صحیح سلسلہ ہاتھ مین لینے کے لئے پہلے ایک راہ کی ضرورت ہے جسپر قدم رکھا جائے ایسا ہی خدا کا دوست اور مورد محبت اور فضل بننے کے لئے قدم سے ایک راہ کی ضرورت پائی گئی ہے اسی لئے دوسری سورۃ مین جو سورۃ البقرہ ہے جو اس سورۃ کے بعد ہے سورۃ کے شروع مین ہی فرمایا گیا ہے ھدًی للمتقین یعنے انعام پانے کی یہ راہ ہے جو ہم بیان کرتے ہین+ پس یہ دعا یعنی دعا

اھدنا الصراط المستقیم

ایک جامع دعا ہے کہ جو انسان کو اس بات کی طرف توجہ کرتی ہے کہ مشکلات دینی اور دنیوی کے وقت مین اول جس چیز کی تلاش انسان کا فرض ہے وہ یہی ہے کہ اس امر کے حصول کے لئے وہ صراط مستقیم تلاش کرے یعنی کوئی ایسی صاف اور سیدھی راہ ڈھونڈے جس سے باسانی اس مطلب تک پہنچ سکے اور دل یقین سے بھر جائے شکوک سے نجات ہو لیکن انجیل کی ہدایت کے موافق روٹی مانگنے والا خدا جوئی کی راہ اختیار نہ کریگا اسکا مقصد تو روٹی ہے۔ جب روٹی مل گئی تو پھر اُسکو خدا سے کیا غرض یہی وجہ ہے کہ عیسائی صراط مستقیم سے گر گئے اور ایک نہایت قابل شرم عقیدہ جو انسان کو خدا بنایا ہے انکے گلے پڑ گیا ہم نہین سمجھ سکتے کہ مسیح ابن مریم مین دوسرون کی نسبت کیا زیادتی تھی جس سے اُس کی خدائی کا خیال آیا معجزات مین پہلے اکثر نبی اس سے بڑھکر تھے جیسا کہ

+ سورۃ فاتحہ مین راہ راست کے لئے دعا کی گئی اور دوسری سورۃ مین گویا وہ قبول ہو کر راہ راست بتلائی گئی منہ ۱۲

٭ مسیح نے بطور پیشگوئی خود بھی کہا کہ بجز یونس کے نشان کے اور کوئی نشان دکھایا نہین جائیگا پس مسیح نے اپنے اس قول مین یہ اشارہ کیا کہ جسطرح یونس زندہ ہی مچھلی کے پیٹ مین داخل ہوا اور زندہ ہی نکلا ایسا ہی مین بھی زندہ ہی قبر مین داخل ہونگا اور زندہ ہی نکلونگا سو یہ نشان بجز اسکے کیونکر پورا ہو سکتا تھا کہ مسیح زندہ صلیب سے اُتارا جاتا اور زندہ قبر مین داخل ہوتا اور یہ حضرت مسیح نے کہا کہ کوئی اور نشان نہین دکھایا جائیگا اس فقرہ مین گویا مسیح ان لوگون کا رد کرتا ہے کہ جو کہتے ہین کہ مسیح نے یہ نشان بھی دکھلایا کہ آسمان پر چڑھ گیا منہ ۱۲

موسیٰ اور الیسع اور ایلیا نبی اور مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے ہاتھ مین جان ہی کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے مین ہوتا تو وہ کام جو مین کرسکتا ہون وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہین وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا۔ جبکہ مین ایسا ہون تو اب سوچو کہ کیا مرتبہ ہے

اس پاک رسول صلعم کا جسکی غلامی کی طرف مین منسوب

کیا گیا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ اس جگہ کوئی حسد اور رشک پیش نہین جاتا خدا جو چاہے کرے جو اس کے ارادہ کے مخالفت کرتا ہے وہ صرف اپنے مقاصد مین نامراد ہی نہیں بلکہ مرکر جہنم کی راہ لیتا ہے ہلاک ہو گئے وہ جنہون نے عاجز مخلوق کو خدا بنایا۔ ہلاک ہو گئے وہ جنہون نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نکیا مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا مین خدا کی سب راہون مین سے آخری راہ ہون اور مین اُسکے سب نورون مین سے آخری نور ہون۔ بدقسمت ہو وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے*

* اس تصدیق کے لئے کتاب نزول المسیح کو عنقریب دیکھو گے جو چھپ رہی ہے اور دس جز تک چھپ چکی ہے اور عنقریب شائع ہونیوالی ہے یہ کتاب پیر مہر علی گولڑوی کی کتاب شمس الہدایہ چشتیائی کے رد مین لکھی گئی ہی جسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ پیر صاحب نے محمد حسن مردہ کے مضمون کو چرا کر ایسی قابل شرم غلطیون کا ارتکاب کیا ہے کہ اب اطلاع پانے سے انکی زندگی تلخ ہو جائیگی وہ بدبخت تو ہماری پیشگوئی مندرجہ اعجاز المسیح کے موافق فوت ہو گیا اور یہ دوسرا بدبخت ناحق کتاب بناکر پیشگوئی انی مهين من اراد اهانتك کا نشانہ بن گیا فاعتبروا يا اولی الابصار

منہ

دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانون کو دیا گیا **سنت** ہے یعنی آنحضرت صلعم کی عملی کارروائیان جو آپ نے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کے لئے کرکے دکھلائین مثلاً قرآن شریف مین بظاہر نظر پنجگانہ نمازون کی رکعات معلوم نہیں ہوتین کہ صبح کس قدر اور دوسرے وقتون مین کس کس تعداد پر لیکن سنت نے سب کچھ کھول دیا ہے یہ دھوکہ نہ لگے کہ سنت اور حدیث ایک ہے کیونکہ حدیث تو سو ڈیڑھ سو برس کے بعد جمع کی گئی مگر سنت کا قرآن شریف کے ساتھ ہی وجود تھا مسلمانون پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سنت کا ہے خدا اور رسول کی ذمہ داری کا فرض صرف دو امر تھے اور وہ یہ کہ خدا نے قرآن کو نازل کرکے مخلوقات کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے اطلاع دے یہ تو خدا کے قانون کا فرض تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا یہ فرض تھا کہ خدا کی کلام کو عملی طور پر دکھلا کر بخوبی لوگون کو سمجھا دین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گفتنی باتین کردنی کے پیرایہ مین دکھلا دین اور اپنی سنت یعنی عملی کارروائی سے معضلات اور مشکلات مسائل کو حل کر دیا یہ کہنا بیجا ہے کہ یہ حل کرنا حدیث پر موقوف تھا کیونکہ حدیث کے وجود سے پہلے اسلام زمین پر قائم ہو چکا تھا کیا جب تک حدیثین جمع نہ ہوئی تھین لوگ نماز نہ پڑھتے تھے یا زکوٰۃ نہ دیتے تھے یا حج نکرتے تھے یا حلال و حرام سے واقف نہ تھے۔ ہان تیسرا ذریعہ

ہدایت کا حدیث ہے

کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثین کھولکر بیان کرتی ہین اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم ہے جن لوگون کو ادب قرآن نہین دیا گیا وہ اس موقعہ پر حدیث کو قاضی قرآن کہتے ہین جیسا کہ یہودیون نے اپنی حدیثون کی نسبت کہا مگر ہم حدیث کو خادم قرآن اور خادم سنت قرار دیتے ہین اور ظاہر ہے کہ آقا کی شوکت خادمون کے ہونے سے بڑھتی ہی قرآن خدا کا قول ہے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور حدیث سنت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے۔ نعوذ باللہ یہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اگر قرآن پر کوئی قاضی ہی تو وہ خود قرآن ہے حدیث جو ایک ظنی مرتبہ ہے قرآن کی ہرگز قاضی نہین ہوسکتی صرف ثبوت مؤید کے رنگ مین ہے قرآن اور سنت نے اصل کام سب کر دکھایا ہے اور حدیث صرف تائیدی گواہ ہے حدیث قرآن پر کیسی قاضی ہوسکتی ہے قرآن اور سنت اُس زمانہ مین ہدایت کر رہے تھے جبکہ اس مصنوعی قاضی کا نام و نشان نہ تھا ہاں مت کہو کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے بلکہ یہ کہو کہ حدیث قرآن اور سنت کے لئے تائیدی گواہ ہے البتہ سنت ایک ایسی چیز ہے جو قرآن کا منشاء ظاہر کرتی ہی اور سنت سے وہ راہ مراد ہے جس راہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر صحابہ کو ڈال دیا تھا سنت ان باتون کا نام نہین ہے جو ڈیڑھ سو برس بعد کتابون مین لکھی گئین بلکہ ان باتون کا نام حدیث ہے اور **سنت** اس عملی نمونہ کا نام ہے جو نیک مسلمانون کی عملی حالت مین ابتدا سے چلا آیا ہے جس پر ہزارہا مسلمانون کو لگایا گیا ہان حدیث بھی اگرچہ اکثر حصہ اس کا ظنی کے مرتبہ پر ہے مگر بشرط عدم تعارض قرآن و سنت تمسک کے لائق ہے اور مؤید قرآن و سنت ہے اور بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ اسکے اندر موجود ہے **پس حدیث** کا قدر نہ کرنا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے ہان اگر ایک ایسی حدیث ہو جو قرآن اور سنت کے نقیض ہو اور نیز ایسی حدیث کی نقیض ہو جو قرآن کے مطابق ہے یا مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہی تو وہ حدیث

+ اہل حدیث فعل رسول اور قول رسول دونون کا نام حدیث ہی رکھتے ہین ہمین ان کی اصطلاح سے کچھ غرض نہین دراصل سنت [illegible]

قبول کے لائق نہیں ہوگی کیونکہ اس کے قبول کرنے سے قرآن کو اور ان تمام احادیث کو جو قرآن کے موافق ہیں رد کرنا پڑتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ کوئی پرہیزگار اس پر جرأت نہیں کریگا کہ ایسی حدیث پر عقیدہ رکھے کہ وہ قرآن اور سنت کے برخلاف اور ایسی حدیثوں کے مخالف ہے جو قرآن کے مطابق ہیں بہرحال احادیث کا قدر کرو اور اُن سے فائدہ اٹھاؤ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں اور جب تک قرآن اور سنت اُن کی تکذیب نہ کرے تم بھی اُن کی تکذیب نہ کرو بلکہ چاہیئے کہ احادیث نبویہ پر ایسے کاربند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترک فعل۔ مگر اس کی تائید میں تمہارے پاس کوئی حدیث ہو لیکن اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن شریف کے بیان کردہ قصص سے صریح مخالف ہے تو اس کی تطبیق کے لئے فکر کرو شاید وہ تعارض تمہاری ہی غلطی ہو اور اگر کسی طرح وہ تعارض دور نہ ہو تو ایسی حدیث کو پھینک دو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہے مگر قرآن سے مطابقت رکھتی ہے تو اس حدیث کو قبول کر لو کیونکہ قرآن اسکا مصدق ہے اور اگر کوئی ایسی حدیث ہے جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے اور تمہارے زمانہ میں یا پہلے اس سے اس حدیث کی پیشگوئی سچی نکلی ہو تو اس حدیث کو سچی سمجھو اور ایسے محدثوں اور راویوں کو مخطی اور کاذب خیال کرو جنہوں نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہو ایسی حدیثیں صدہا ہیں جن میں پیشگوئیاں ہیں اور اکثر ان میں سے محدثین کے نزدیک مجروح یا موضوع یا ضعیف ہیں پس اگر کوئی حدیث ان میں سے پوری ہو جائے اور تم یہ کہکر ٹال دو کہ ہم اس کو نہیں مانتے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے یا کوئی راوی اسکا متدین نہیں ہے تو اس صورت میں تمہاری خود بے ایمانی ہوگی کہ ایسی حدیث کو رد کر دو جسکا سچا ہونا خدا نے ظاہر کر دیا۔ خیال کرو کہ اگر ایسی حدیث ہزار ہو اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہو اور ہزار پیشگوئی اس کی سچی نکلے تو کیا تم ان حدیثوں کو ضعیف قرار دیکر اسلام کے ہزار ثبوت کو ضائع کر دوگے پس اس صورت میں تم اسلام کے دشمن ٹھہروگے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول پس سچی پیشگوئی بجز سچے رسول کے کس کی طرف منسوب ہو سکتی ہے کیا ایسے موقعہ پر یہ کہنا مناسب حالت ایمانداری نہیں ہے کہ صحیح حدیث کو ضعیف کہنے میں کسی محدث نے غلطی کھائی ہے اور یہ کہنا مناسب ہے کہ جھوٹی حدیث کو سچی کرکے خدا نے غلطی کھائی۔ اور اگر ایک حدیث ضعیف درجہ کی بھی ہو بشرطیکہ وہ قرآن اور سنت اور ایسی احادیث کے مخالف نہیں جو قرآن کے موافق ہیں تو اس حدیث پر عمل کرو لیکن بڑی احتیاط سے حدیثوں پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ بہت سی احادیث موضوعہ بھی ہیں جنہوں نے اسلام میں فتنہ ڈالا ہے ہر ایک فرقہ اپنے عقیدہ کے موافق حدیث رکھتا ہے یہاں تک کہ نماز جیسے یقینی اور متواتر فریضہ کو احادیث کے تفرقہ نے مختلف صورتوں میں کر دیا ہے کوئی آمین بالجہر کرتا ہے کوئی پوشیدہ کوئی خلف امام فاتحہ پڑھتا ہے کوئی اس پڑھنے کو مفسد نماز جانتا ہے کوئی سینہ پر ہاتھ باندھتا ہے کوئی ناف پر اصل وجہ اس اختلاف کی احادیث ہی ہیں کل حزب بما لدیھم فرحون ورنہ سنت نے ایک ہی طریق بتلایا تھا پھر روایات کے تداخل نے اس طریق کو جنبش دیدی اسی طرح احادیث کی غلط فہمی نے کئی لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ شیعہ بھی اسی سے ہلاک ہوئے اگر قرآن کو اپنا حکم ٹھہراتے تو ایک سورہ نور ہی انکو نور بخش سکتی تھی مگر حدیثوں نے ان کو ہلاک کیا اسی طرح حضرت مسیح کے وقت وہ یہودی* ہلاک ہو گئے جو اہلحدیث کہلاتے تھے کہ مدت سے ان لوگوں نے توریت کو چھوڑ دیا تھا اور جیسا کہ آج تک ان کا عقیدہ ہے ان کا یہ مذہب تھا کہ حدیث توریت پر قاضی ہے سو انہیں ایسی حدیثیں بکثرت موجود تھیں کہ جب تک ایلیاہ دوبارہ آسمان سے اپنے عنصری وجود کے ساتھ نازل نہ ہوگا تب تک اُن کا مسیح موعود نہیں آئیگا ان حدیثوں نے ان کو سخت ٹھوکر میں ڈال دیا اور وہ لوگ ان حدیثوں پر تکیہ کر کے حضرت مسیح کی اس تاویل کو قبول نہ کر سکے کہ ایلیا سے مراد یوحنا یعنی یحییٰ نبی ہے جو ایلیا کی خو اور طبیعت پر آیا اور بروزی طور پر اس کا وجود لیا ہے پس تمام ٹھوکر ان کی حدیثوں کے سبب سے تھی جو آخر کار ان کے بے ایمان ہونے کا موجب ہو گئی اور ممکن ہے کہ وہ لوگ ان حدیثوں کے معنوں میں بھی غلطی کرتے ہوں یا حدیثوں میں بعض انسانی الفاظ مل گئے ہوں۔ غرض شاید مسلمانوں کو اس واقعہ کی خبر نہیں ہوگی کہ یہودیوں میں حضرت مسیح کے منکر اہل حدیث ہی تھے انہوں نے ان پر شور مچایا اور تکفیر کا فتویٰ لکھا اور انکو کافر قرار دیا اور کہا کہ یہ شخص خدا کی کتابوں کو مانتا نہیں خدا نے ایلیا کے دوبارہ آنے کی خبر دی اور یہ اس پیشگوئی کی تاویلیں کرتا اور بغیر کسی قرینہ صارفہ کے ان خبروں کو اور طرف کھینچ لیجاتا + اور حضرت مسیح کا نام انہوں

+ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اس وقت وہ پولوس بھی مکفرین کی جماعت میں داخل تھا جس نے بعد میں اپنے تئیں رسول مسیح کے لفظ سے مشہور کیا یہ شخص حضرت مسیح کی زندگی میں آپکا سخت دشمن تھا جس قدر حضرت مسیح کے نام پر انجیلیں لکھی گئی ہیں ان میں سے ایک میں بھی یہ پیشگوئی نہیں ہے کہ میرے بعد پولوس توبہ کرکے رسول بنیگا اس شخص کے گذشتہ چال چلن کی نسبت

* انجیل میں بہا بہت سخت مخالفت ان خیالات کی کی گئی ہے جو کہ طالمود کی حدیثوں اور روایتوں میں ظاہر کئے گئے ہیں یہ حدیثیں سینہ بہ سینہ حضرت موسیٰ تک پہنچائی جاتی ہیں اور کہا جاتا تھا کہ ... حضرت موسیٰ کے الہامات ہیں۔ بالآخر یہ حال ہو گیا تھا کہ توریت کو چھوڑ کر تمام وقت احادیث کے پڑھنے پر لگایا جاتا تھا بعض امور میں طالمود توریت کے مخالف ہے تب بھی یہ طالمود کی بات پر عمل کرتے تھے۔ طالمود مولفہ یوسف بارکلی ... مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۸ء صفحہ ۳۰

نے صرف کافر ہی نہیں بلکہ ملحد بھی رکہا اور کہا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو پہر دین موسوی باطل ہے وہ اُنکے لئے مسیح موعود کا زمانہ تہا جہوٹی حدیثوں نے اُنکو دہوکا دیا غرض حدیثوں کے پڑہنے کے وقت یہ خیال کر لینا چاہئے کہ ایک قوم پہلے اس سے حدیث کو توریت پر قاضی ٹہرا کر اس حالت تک پہنچ چکی ہی کہ ایک سچے نبی کو انہوں نے کافر اور دجال کہا اور اس سے انکار کر دیا تاہم مسلمانوں کے لئے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے۔ یہ وہی کتاب ہے جس مین صاف طور پر لکہا ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ایسا ہی مسلم اور دوسری احادیث کی کتابین بہت سے معارف اور مسائل کا ذخیرہ اپنے اندر رکہتی ہین اور اس احتیاط سے ان پر عمل واجب ہے کہ کوئی مضمون ایسا نہ ہو جو قرآن اور سنت اور ان احادیث سے مخالف ہو جو قرآن کے مطابق ہین ✦

اے خدا کے طالب بندو! کان کہولو اور سنو کہ یقین جیسی کوئی چیز نہیں یقین ہی ہے جو گناہ سے چہوڑاتا ہے۔ یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے۔ یقین ہی ہے جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے۔ کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چہوڑ سکتے ہو کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی تجلی کے رک سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلی پا سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو۔ کیا آسمان کے نیچے کوئی ایسا کفارہ اور ایسا فدیہ ہی جو تم سے گناہ ترک کرا سکے کیا مریم کا بیٹا عیسیٰ ایسا ہے کہ اسکا مصنوعی خون گناہ سے چہڑائے گا اے عیسائیو ایسا جہوٹ مت بولو جس سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یسوع خود اپنی نجات کے لئے یقین کا محتاج تہا اور اس نے یقین کیا اور نجات پائی۔ افسوس ہی اُن عیسائیون پر جو یہ کہکر مخلوق کو دہوکا دیتے ہین کہ ہم نے مسیح کے خون سے نجات پائی حالانکہ وہ سر سے پیر تک گناہ مین غرق ہین وہ نہیں جانتے کہ ان کا کون خدا ہے بلکہ زندگی تو غفلت آمیز ہے شراب کی مستی انکے دماغ مین ہے۔ مگر وہ پاک مستی جو آسمان سے اُترتی ہے اُس سے وہ بے خبر ہین اور جو زندگی خدا کے ساتہہ ہوتی ہے اور جو پاک زندگی کے نتائج ہوتے ہین وہ اُس سے بے نصیب ہین پس تم یاد رکہو کہ بغیر یقین کے تم تاریک زندگی سے باہر نہیں آ سکتے اور نہ روح القدس تمہیں مل سکتا ہے مبارک وہ جو یقین رکہتے ہین کیونکہ وہی خدا کو دیکہینگے۔ مبارک وہ جو شبہات اور شکوک سے نجات پا گئے ہین کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائین گے۔ مبارک تم جبکہ تمہین یقین کی دولت دیجائے کہ اسکے بعد تمہارے گناہ کا خاتمہ ہوگا گناہ اور یقین دونون جمع نہین ہو سکتے کیا تم ایسے سوراخ مین ہاتہہ ڈال سکتے ہو جسمین تم ایک سخت زہریلے سانپ کو دیکہہ رہے ہو۔ کیا تم ایسی جگہ کہڑے رہ سکتے ہو جس جگہ کسی کوہ آتش فشان سے پتھر برستے ہین یا بجلی پڑتی ہے یا ایک خونخوار شیر کے حملہ کرنے کی جگہ ہے یا ایک ایسی جگہ ہے جہان ایک مہلک طاعون نسل انسان کو معدوم کر رہی ہے پہر اگر تمہین خدا پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ سانپ پر یا بجلی پر یا شیر پر یا طاعون پر تو ممکن نہین کہ اسکے مقابل پر تم نافرمانی کر کے سزا کی راہ اختیار کر سکو یا صدق و وفا کا اس سے تعلق توڑ سکو ✦

اے وے لوگو جو نیکی اور راستبازی کے لئے بلائے گئے ہو تم یقیناً سمجہو کہ خدا کی کشش اسوقت تم مین پیدا ہوگی اور اسی وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤگے جبکہ تمہارے دل یقین سے بہر جائین گے شاید تم کہو گے کہ ہمین حاصل ہے سو یاد رہے کہ یہ تمہین دہوکا لگا ہوا ہے یقین تمہین ہرگز حاصل نہین کیونکہ اسکے لوازم حاصل نہیں وجہ یہ کہ تم گناہ سے باز نہیں آتے تم ایسا قدم آگے نہیں اُٹہاتے جو اُٹہانا چاہئے تم ایسے طور سے نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہئے خود سوچ لو کہ جسکو یقین ہے کہ فلان سوراخ مین سانپ ہے وہ اس سوراخ مین کب ہاتہہ ڈالتا ہے اور جسکو یقین ہے کہ اسکے کہانے مین زہر ہے وہ اس کہانے کو کب کہاتا ہے اور جو یقینی طور پر دیکہہ رہا ہے کہ فلان بَن مین ایک ہزار خونخوار شیر ہے اسکا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اُس بن کی طرف اُٹہہ سکتا ہے۔ سو تمہارے ہاتہہ اور تمہارے پاؤن اور تمہارے کان اور تمہاری آنکہین کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہین اگر تمہین خدا اور جزا سزا پر یقین ہے۔ گناہ یقین پر غالب نہین ہو سکتا اور جبکہ تم ایک بہسم کرنے اور کہاجانیوالی آگ کو دیکہہ رہے ہو تو کیونکر اُس آگ مین اپنے تئین ڈال سکتے ہو۔ اور یقین کی دیوارین آسمان تک ہین شیطان اُنپر چڑہ نہین سکتا ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا

(باقی آئندہ)

بقیہ حاشیہ لکہنا ہمین کچہہ ضرورت نہین کہ عیسائی خوب جانتے ہین افسوس ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس نے حضرت مسیح کو جبتک وہ اس ملک مین رہے بہت دکہہ دیا تہا اور جب وہ صلیب سے نجات پاکر کشمیر کی طرف چلے آئے تو اس نے ایک جہوٹی خواب کے ذریعہ سے حواریون مین اپنے تئین داخل کیا اور تثلیث کا مسئلہ گہڑا اور عیسائیون پر سور کو جو توراۃ کے رو سے ابدی حرام تہا حلال کر دیا اور شراب کو بہت وسعت دیدی اور انجیلی عقیدہ مین تثلیث کو داخل کیا تا ان تمام بدعتون سے یونانی بت پرست خوش ہو جائین منہ

خطبہ

جو ۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا

پرسون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ضالین کی تفسیر مین جو فرمایا کہ اس لفظ مین اللہ تعالےٰ نے یہ بھی پیشگوئی رکھی ہے کہ نصاریٰ اسلام کے اندر ناپدید ہو جاوینگے اور ان پر آخری زمانہ مین یہ موت آئیگی کہ اسلام ان کو کھا جائیگا یعنی بہت سا حصہ انمیں سے اسلام مین داخل ہوگا میرے دل مین اس کو سنکر بہت سی باتین پیدا ہوئین سب سے بڑی بات جس نے میرے دل کی قوت اور ایمان کو زندگی دی ہے وہ یہ ہے کہ کسقدر عظیم الشان امید اس مرد خدا کو ہے۔ مین دیکھتا ہون اور دنیا کے حالات پر نظر کر کے دیکھا جاتا ہے کہ عموماً دلون پر یاس غالب ہوتی ہے اور امید صرف ایک لفظ ہے جسکا سچا مفہوم بہت ہی تھوڑے دلون مین ہوتا ہے بہت ہی کم دل ہین جن مین امید زندہ ہو ورنہ خدا پر سوء ظن اور ناامیدی غالب ہوتی ہے خدا تعالےٰ کو جب تک دیکھ نہ لیا جاوے اور اسکا کلام نہ سن لیا جاوے اور خدا تعالےٰ کی صفات پر زندہ ایمان جب تک نہ ہو امید کا خوشنما چہرہ نظر نہیں آسکتا اپنے اندر دیکھو کہ کسطرح پر ذرا ذرا سی ناکامیون پر ناامیدی اور بدگمانی کی ابدی آوازین آنے لگتی ہین۔ پھر جس شخص کے دل مین عظیم الشان امید ایسی امید جو یقین کا نور ساتھ رکھتی ہو کیا وہ کوئی معمولی اور عام انسان ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں! پھر امید کی قسمین ہین ایک یہ کہ شہنشاہ نوکر ہو جاؤن یا اتنا ملک فتح کر لون یا یہ یا وہ کام ہو جاوے اس قسم کی امیدون کا تعلق ارضی امور اور عقلی امور سے ہے اور ہر شخص اس قسم کی امیدین جو خیالی پلاؤ سے بڑھکر وقعت نہیں رکھ سکتین اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے ایک یہ امید ہے کہ اتنا بڑا مذہب جسکے ساتھ اتنی بڑی شوکت اور طاقت اور جمعیت ہے اور جسکی اشاعت کے لئے روپیہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے؛ اور کوئی طریق دجل و فریب کا ایسا ہماری نظر مین نہین آتا جس سے کام نہ لیا جاتا ہو خدا کے برگزیدہ اور پاک دین کو بدنام کرنے اور معدوم کرنے کے لئے کوئی حیلہ نہین جو استعمال نہ کیا ہو اس دین کی نسبت یہ امید رکھنا کہ وہ دین باوجود اسقدر عظیم الشان سامان اور رنگ روپ کے اسلام مین ناپدید ہو جائیگا اور وہ قومین جو اسکی حامی اور محسن ہین وہ خدا کے فضل اور نور مین داخل ہو جائینگی۔ اس قسم کی امید رکھنا اور ایسی امید جو یقین کے رنگ سے رنگین ہو۔ ہو نہیں سکتی جب تک خدا کی آواز اس کان اور دل نے نہ سنی ہو ایسا تخیل پیدا ہو نہیں سکتا جب تک خدا کی تجلی اور زور آور ہاتھ کی چمکار اس نے مشاہدہ نہ کر لی ہو۔

مین جہان تک خدا کے کلام کو دیکھتا ہون اور بڑے غور اور فکر سے اس مین سوچتا ہون۔ آدم سے لیکر اس وقت تک جسقدر نبوت کی تعلیم ہم تک پہنچی ہے۔ مین نے اس تعلیم کو مختلف رنگون اور پہلوؤن سے مطالعہ کیا ہے اور باریک در باریک نگاہ سے اس پر غور کی ہے مین سچ کہتا ہون کہ صرف دو دل (جو حقیقت مین ایک ہی دل ہے) ایسے نظر آتے ہین کہ جنکی امید بالیقین اس قدر عظیم الشان ہو۔ اس مین شک نہین کہ بڑے بڑے راستباز اور خدا کے برگزیدہ نبی دنیا مین گذرے ہین ہم ان سب پر یکسان ایمان لاتے ہین اور کسی کی توہین یا تحقیر کرنا خواہ اشارۃً ہو یا کنایتاً ہمارے نزدیک کفر ہے لیکن یہ حق ہے کہ ہر ایک نبی کی امید اس کی استعداد کے موافق ہوتی ہے مثلاً حضرت مسیح کی امید کا انتہا بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑین ہی تھین اسکی نظر اس سے پرے نہیں جاتی۔ وہ سامریون تک کو بھی اپنی نظر مین نہین رکھتا حضرت نوح اور حضرت لوط کی امید اپنی ہی بستیون تک ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل مین ایک اولوالعزم اور عظیم الشان نبی ہین ان کی امید کا دائرہ بھی ان ساٹھ ہزار یہودیون پر ختم ہو جاتا ہے جو فرعون کی غلامی مین تھے مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت بلند اور امید کو دیکھو کہ کس قدر اور وسیع ہے وہ اپنی ہمت کے دائرے کو نبی اسمٰعیل یا عرب تک محدود نہین کرتا کسی خاص ملک اور قوم ہی کو مدنظر نہین رکھتا بلکہ کہتا ہے

یاایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا

اور پھر ارشاد الٰہی آپ کی شان مین یون ہے۔

انا ارسلناک رحمۃ للعالمین

کل دنیا کے لئے آپکا بشیر و نذیر ہو کر آنا آپ کی ہمت بلند اور امید عظیم کا بخوبی اظہار ہے اور یہ کہنا کہ مین اس خدا کا رسول ہون:

الذی لہ ملکوت السموات والارض

زمین و آسمان کی سلطنت جسکے قبضۂ اقتدار مین ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ میری حکومت بھی اس قدر وسیع ہے اور پھر یہ کہنا۔

اللہم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء الآیۃ

کہ تو جسکو چاہے ملک دے اور جس سے

چاہیے چھین لے یہ آیت صاف ظاہر کرتی ہے کہ اب مشیت الہی اسیطرح نافذ ہو چکی ہے کہ کذب اور الباطل سے ملک چھین کر الحق (محمدؐ) صلی اللہ علیہ وسلم کو ملک دیا جاوے۔ غرض جس قدر تدبر اور فکر کیا جاوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامل انسان ثابت ہوتے ہین جنکی امید اس قدر وسیع اور ہمت ایسی بلند ہے پھر یہ باتین نرے قصے کے رنگ مین رہ جاتین اگر پوری نہ ہوتین خدا تعالیٰ نے کیسے انکو حرفاً حرفاً پورا کرکے دکھایا قرآن شریف **الباطل** کو کیسے کہا گیا جیسے عصا موسیٰ ان جادوگرون کی رسیون کو نگل گیا اسیطرح پر قرآن شریف **الباطل** کی تمام رسیون کو نگل گیا اور مذاہب باطلہ کے بت کو اس زبردست عصا نے پاش پاش کردیا۔ دہریت برہمو ازم بت پرستی ۔ یہودیت ۔ اور نصرانیت کو ہلاک کردیا اور اس لکڑی کی طرح جسکو اندر سے دیمک چاٹ جاوے اور باہر سے صرف ایک ڈہیچر رہ جاوے تمام مذاہب کی بنیاد دون کو کہو کہلا کردیا اور اگر کوئی قوت ایمین باقی ہتی تو اس آخری **احمد** نے آکر اسکو زائل کردیا *

غرض وہی انسان ہین جو سلسلہ نبوۃ مین اتنی بڑی عظیم الشان امید اور یقین لیکر آئے ہین اور یہ دو نہیں بلکہ ایک ہی ہین کیونکہ **اول باخر نسبتے دارد** اور مسیح موعود کا آنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی آمد ہے دیکہو یہ کتنی بڑی قوت یقین رکہتا ہے کہ باوجود اس کے کہ اس سے چند سال پہلے اس کو کوئی بھی نہین جانتا تہا اور وہ ایک ایسے گاؤن مین جسکا نام بھی باہر معلوم نہ تہا بالکل گمنامی کے گوشہ مین رہتا جہان کوئی سامان کسی قسم کی ترقی کا نہ تہا اسنے خدا تعالیٰ کی تربیت کے نیچے آکر وہ طاقت یقین پائی اور ایسی عظیم الشان **امید** اسکو ملی کہ کل دنیا کے لئے اپنے آپ کو **مسیح اور مہدی** ٹہراتا ہے اور خدا تعالیٰ نے زبردست تائیدون سے ثابت کر دیا کہ بیشک وہ کل دنیا کے لئے اپنے **متبوع اور مخدوم** محمد احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقش قدم اور قلب پر مبعوث کیا گیا ہے اسی نور یقین سے اسکا سینہ لبریز ہے اور اسی شوکت اور قوت سے اسے حصہ ملا جو **احمد اول** کو دی گئی اسی **امید** سے لبریز ہوکر اب وہ اس مذہب کی نسبت (جسکی حامی سوا سلطنتین ہین) کہتا ہے کہ وہ **اسلام** مین مل جاویگا کتنی بڑی قوت اور دلیری کا یہ دعوےٰ کہ

لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

جو اسلام کی نسبت خدا نے مقدر کیا ہے وہ میرے ہاتہ پر ہوگا کیا یہ کسی چھوٹی ہمت اور محدود امید کے انسان کا کام ہے کہ اپنا نام **کاسر الصلیب** رکھے۔ اور پھر یہ کس قدر عجیب ترہات ہے کہ اسلام کی صداقت کو وہ معیار ٹہراتا ہے کہ اسکی اشاعت کے لئے تلوار کی ضرورت ہی نہیں بلکہ اسلام فی نفسہٖ ایک ایسی قوت اور کشش ہے جو دلون پر فتح حاصل کرتی ہے وہ اپنے طرز عمل اور علم کلام سے ثابت کر چکا ہے کہ جہوٹے ہین وہ لوگ جنہون نے اسلام پر جبر کا الزام لگایا ہے اپنی بعثت کی غرض یہ ٹہراتا ہے کہ وہ ثابت کرے کہ اسلام اپنے حقائق اور معارف اور اپنی کامل اور پاک تعلیم اپنے روشن نشانون کے ساتہ تائید یافتہ مذہب ہے، اور وہ اس مقصد مین کامیاب ہوگیا ہے۔ سیاہ باطن مخالفون نے اس امر کے بیان کرنے مین اس کی مخالفت کی اور قتل کے فتوے دیئے اور اسپر انگریزون کی خوشامد کا الزام لگایا مگر وہ اپنے کام سے نہین رکا بلکہ قدم آگے ہی رکہتا رہا ہے۔ ایکدل کو سیدہا کرنا مشکل ہوتا ہے برادری کے آدمی کو ایک بات کہنی مشکل ہوتی ہے مگر اس کی ہمت اور امید کو دیکھو کہ مغربی دنیا کے مذہب کو اسلام مین ملا دینے کا مدعی ہے ایسے وقت مین کہ اسلام کو اپنون اور بیگانون نے اپنے پاؤن کے نیچے کچل ڈالا ہے وہ کہتا ہے کہ اسلام جمیع ملل پر غالب آئیگا اور ملل باطلہ ملل ہالکہ کی صورت اختیار کرینگے جسوقت ضالین کی تفسیر مین اس نے یہ کہا مین سچ کہتا ہون کہ میرا خیال کہان سے کہان چلا گیا۔ بار بار میرے دل سے ندا اٹھی کہ اے سبحانہ تعالےٰ اگر تیرا کلام اسکے منہ مین نہ ہوتا اور تیری روشنی اور نور اس کے آگے چلنے والی نہوتی تو یہ عاجز بشر کسطرح یہہ سکتا تہا حقیقت مین اس نے تیرے چہرے کو دیکہا اور تیری آواز کو سنا ہے تب ہی تو یہ امید خوبصورت امید اسکے دل مین جلوہ گر ہے جس نے **یقین** کا رنگ لیا ہوا ہے میرے پاس اس وقت تک اگر اور براہین اور دلائل اس کی سچائی پر نہوتے تو مین سچ کہتا ہون کہ اس کی اتنی بڑی بلند ہمت اور عظیم الشان امید ہی اس کی خدا کے طرف سے ہونے کی کافی دلیل تہی*

اور یہ خدا کا کس قدر احسان اور منت ہے کہ ہم عظیم الشان اور پاک انسان کی باتون سے مزا لیتے ہین اور پہر خدا نے انکے سمجھنے کی توفیق دی اللہ تعالےٰ سب کے دلون کو روشن کرے کہ اس کی باتون کو سمجہین اور پھر اُنپر عمل کرکے دکہلائین تاکہ دنیا کے لئے

شہداء علی الناس

ہوجائین

آمین

آیات الرحمن بجواب عصاء موسیٰ

تیار ہی خاکسار ح الحق سے ع ہ

---

* سید احمد خان آنجہانی نے مایوس ہوکر قوم کا جنازہ اور اپکے ایک خلیفہ نے مذہب اسلام کی موت کا فتوے دیدیا اور یہ خدا کا مسیح اس امید سے لبریز ہے کہ اسلام ہی درخشان اور غالب علی الکل مذہب ہوگا۔ غور کرنے والو سوچو۔ !!!